ایجوکیٹرز ٹیسٹ کی مکمل تیاری کے لیے آسان حل شدہ تعریف، حل شدہ، مثالوں کے ساتھ

السلام وعلیکم دوستوں!

اُردو گرامر کی اس کتاب میں آپ کو مکمل آسان اُردو نوٹس بنا کر دے دیئے گئے ہیں۔ اگر آپکو اُردو کی تیاری کرنی ہے تو اس کتاب کی مدد سے آپ بہت ہی آسانی سے تیاری کر سکتے ہو۔

اس کتاب میں آپکو تمام اہم سوالات کے جوابات آسانی سے مل جائیں گے۔ اگر آپ کو کسی بھی کتاب یا سابقہ پیپر جات حل شدہ نوٹس وغیرہ ہماری دی گئی ویب سائیٹ سے ڈاون لوڈ کر سکتے ہیں۔ ہمارا فیس بک گروپ اور ہمارا واٹس اپ گروپ بھی جوائن کریں تا کہ آپکو نئی سے نئی کتابیں ملتی رہیں۔

ہمارا فیس بک گروپ ہے۔

solve mcqs online

اُردو گرائمر نوٹس

فہرست

1۔لفظ کی اقسام

لفظ : بہت سے حروف تہجی مل کر ایک لفظ بناتے ہیں۔لفظ کی دو قسمیں ہیں۔

1۔کلمہ اور 2 - مہمل

1۔کلمہ

کلمہ وہ منفرد لفظ ھے جسکے کچھ معنی ہوں۔یعنی حروف کے ایک ایسے مجموعے کو کلمہ کہا جاتا ہے جس سے کسی بات کا مطلب پوری طرح سمجھ میں آئے۔

جیسے:

1۔حامد ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے-

2۔مودی جی ترقی کر رہے ہیں۔

2۔مہمل

مہمل الفاظ کے ایسے مجموعے کو کہا جاتا ہے جس کے کچھ معنی نہ ہوں۔

جیسے:

1۔کھانا وانہ کھایا ہو گا۔

2۔ آپ نے پانی وانی پی لیا؟

ان دو جملوں میں "وانہ" اور "وانی" مہمل ہیں۔

2۔ کلمہ کی اقسام

1۔ اسم

2۔ فعل

3۔ حرف

4۔ صفت

5۔ متعلق فعل

6۔ ضمیر

1۔ اسم

اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص، جگہہ، یا چیز کا نام ہو۔

مثلاً۔: استاد شاگرد کو پڑھاتا ہے، حمید کے ہاتھ سے پرندہ اڑ گیا، ذاکر ہندوستان کا بادشاہ ہے۔

اُوپر کی مِثالوں میں اُستاد، شاگرد، حمید، ہاتھ پرندہ، ذاکر، ہندُوستان اور بادشاہ ناموں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ سبھی اِسم ہیں۔

2۔ فعل

فعل وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے۔

فعل کی دو قسمیں ہیں

۱. فعل ناقص:-وہ فعل ہے جس سے صرف کسی شخص کی خالت کا پتہ چلے۔اس کا کوئی کام ظاہر نہ ہو۔

مثلاً:-وہ بیمار تھا، میں خوش ہوں، ہم اگلے اتوار کو یہاں ھونگے. ان جملوں میں تھا، ہوں اور ہونگے فعل ناقص ہیں۔

۲. فعل تام:-وہ فعل ہے جس سے کسی اسم کے کام کرنے کا پتہ لگے

مثلا:-شام اسکول گیا تھا، ہم رات کو سوتے ہیں، وہ تھوڑی دیر کے بعد کھانا کھائے گا۔

3۔ حرف

.حرف وہ کلمہ ہے جو جملے میں دوسرے کلمات کو باہم ملانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے

مثلا:-خدا نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا، اس آم کا ذائقہ کھٹا ہے، اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اس نے بڑی محنت کی لیکن کامیاب نہ ہوا،

ان اوپر کی مثالوں میں اور، کو، کا، کے ساتھ، لیکن، ایسے کلمات ہیں جو نہ اسم ہیں، نہ صفت، نہ ضمیر، نہ فعل بلکہ ایسے کلمات ہیں جو اجزائے کلام کو ایک دوسرے کے ساتھ ملاتے ہیں ایسے کلمات کو حرف کہتے ہیں۔

4۔ صفت

صفت وہ کلمہ ہے جس سے ظاہر ہو کہ کوئی چیز یا شخص کس طرح کا ہے۔ یہ ظاہر نہ ہو کہ وہ کام کیا کرتا ہے۔یعنی صفت کسی اسم کی صرف خوبی یا بدی بیان کرتی ہے۔

مثلا:- عقلمند آدمی وقت ضائع نہیں کرتا، محنتی شخص بھوکا نہیں مرتا، مجھے ہرا رنگ پسند ہے۔

اوپر کے جملوں میں۔ 'عقلمند، محنتی، ہرا' ایسے کلمے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ آدمی، شخص، اور رنگ کس طرح کے ہیں۔ اس قسم کے کلموں کو صفت کہتے ہیں۔ اور جس کی صفت کی جائے اسے موصوف کہتے ہیں۔

5۔ متعلق فعل

متعلق فعل وہ کلمہ ہے جو فعل یا کام کرنے سے متعلق کچھ بتائے۔

مثلا:- اچھا لڑکا خوب کام کرتا ہے، اشرف اچانک راستہ بھول گیا،

ان جملوں میں 'خوب' اور 'اچانک' ایسے کلمے ہیں جو فعل یا کام کرنے سے متعلق کچھ بتاتے ہیں یعنی کام کیسے ہوا۔ ایسے کلموں کو متعلق فعل کہتے ہیں۔

6۔ ضمیر

ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ استعمال کیا جائے.

مثلا:- شام نے علی کو دیکھا کہ وہ دھوپ میں بیٹھا ہے۔ شام آگے بڑھا اور اس سے کہا کہ میں آگیا ہوں۔ کوئی خدمت فرمائیں۔ علی نے جواب دیا۔ "تو میرے آگے سے ہٹ جا".

اوپر کے جملوں میں وہ، اسے، میں، اور میرے، ایسے کلمے ہیں جو کسی اسم کی بجائے استعمال کیے گئے ہیں۔ "وہ" علی کی جگہ، "اسے" بھی علی کی بجائے "میں" شام کی جگہ، "میرے" بھی علی کی جگہ استعمال ہوئے ہیں. جو کسی اسم کی جگہ استعمال کیا جائے اسے ضمیر کہتے ہیں.

اور جس اسم کی بجائے ضمیر استعمال کی جائے اسے مرجع کہتے ہیں۔

3۔اسم کی اقسام

اسم کی کئی لحاظ سے مختلف قسمیں ہیں

معنوں کے لحاظ سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

معنوں کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں

1۔اسم معرفہ

2۔اسم نکرہ

1۔اسم معرفہ

اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی خاص شخص، خاص جگہ یا خاص چیز وغیرہ کا نام ہو۔اسم معرفہ کو اسم خاص بھی کہا جاتا ہے۔

مثلا:۔سید علی گیلانی، مولانا عمر فاروق، دہلی، آسٹریلیا، مسجد الحرام، راجستھان وغیرہ۔

2۔اسم نکرہ

اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی عام شخص، عام جگہ، عام چیز، کے نام کو ظاہر کرے۔اسم نکرہ کو اسم عام بھی کہا جاتا ہے۔

مثلاً:۔ قلم، طالب علم، ڈاکٹر، گائے، دریا، پہاڑ، چاقو، گھڑی، مدرسہ، مسجد وغیرہ۔

جنس کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں:

1۔مذکر

2۔مونث

1۔مذکر:

مذکر وہ اسم ہے جو نر کے لیے بولا جائے۔یعنی نر جنس والے اسم کو مزکر کہتے ہیں۔

مثلاً:-مرد،بادشاہ،بیٹا،نوکر،ہاتھی،نانا،لوہار،اونٹ وغیرہ۔

2۔مونث:

مونث وہ اسم ہے جو مادہ کے لئے بولا جائے۔یعنی مادہ جنس والے اسم کو مونث کہتے ہیں۔

مثلاً:-عورت،بہن،بیٹی،نوکرانی،نانی لوہارن،اونٹنی،وغیرہ

گنتی کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں

1۔واحد 2۔جمع

1۔واحد:

معہد وہ اسم ہے جو کسی اسم کے صرف ایک عدد کو ظاہر کرے۔

مثلاً:-مکان،طوطا،دوا،مدرسہ،مسجد،وغیرہ

2۔جمع:

جمع وہ اسم ہے جو کسی اسم کے ایک سے زیادہ تعداد کو ظاہر کرے۔

مثلاً:-مکانات تخائف،ادویہ،مدارس،مساجد،وغیرہ

جمع الجمع

جمع الجمع اس اسم کو کہتے ہیں جو جمع کا جمع ہو۔

مثلاً:-ادویات، مکانات، صحابیات، وغیرہ

اسم جمع:- اسم جمع وہ اسم ہے جو کسی گروہ یا مجموعہ کو ظاہر کرے۔ اسم جمع واحد بولا جاتا ھے جمع نہیں۔

مثلاً:-فوج، ریوڑ وغیرہ

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں

1۔اسم جامد 2۔اسم مصدر 3۔اسم مشتق

اسم جامد: اسم جامد وہ اسم ہے جو نہ کسی کام کا نام ہو، نہ خود کسی مصدر سے بنا ہو اور نہ ہی اس سے اور کلمے بن سکتے ہوں۔-.

مثلا:-پتھر، چونا، میز، کتاب، قلم وغیرہ۔

اسم مصدر: اسم مصدر وہ اسم ہے جو کسی کام کے نام کو زمانہ کے تعلق کے بغیر ظاہر کرے. ایسے اسم خود کسی کلمے سے نہیں بنتے ہیں.

.لیکن ان سے بہت سے کلمے بنتے ہیں۔ ان اسموں کے آخر میں 'نا' ہوتا ہے

مثلا:-لکھنا، سمجھنا، سکھانا، تیرنا، اڑنا، دھونا، کھانا، پینا وغیرہ

اسم مشتق: اسم مشتق وہ اسم ہے جو کسی مصدر سے بنا ہو۔ مثلا پکڑنا سے پکڑ، پکڑنے والا وغیرہ۔ لکھنے سے لکھائی، لکھنے والا، لکھا ہوا وغیرہ۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں

1۔ حامد، دوات، درخت، میز

2۔ جانا، نکلنا، پڑھنا، کھانا، بولنا

3۔ پڑھنے والا، کھانے والا، بولنے والا، پڑھائی، بول

نمبر 1 میں حامد، دوات، درخت، اور میز ایسے اسم ہیں جو نہ تو کسی اور کلمے سے بنے ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی اور کلمہ منفرد بن سکتا ہے ایسے اسم، اسم جامد کہلاتے ہیں

نمبر 2 میں میں جانا، نکلنا، پڑھنا، اور بولنا ایسے اسم ہیں جو خود تو کسی لفظ سے نہیں بنے مگر ان سے اور کلمے بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً: جانا، سے جاتا ہے، جائے گا، جانوروں ایسے اسم ہیں جن سے اور کلمے بنائے جائیں۔ ایسے اسم، اسم مصدر کہلاتے ہیں

نمبر 3 میں پڑھنے والا، کھانے والا، اور بولنے والا، پڑھائی اور بول ایسے اسم ہیں جو پڑھنا، کھانا اور بولنا مصدروں سے بنے ہیں۔ ایسے اسم جو مصدر سے بنائے جائیں، اسم مشتق کہلاتے ہیں۔ مصدر سے فعل بھی بنائے جاتے ہیں۔

4۔ اسم معرفہ کی تعریف

اسم معرفہ کی چار قسمیں ہیں

1۔اسم علم　　2۔اسم ضمیر　　3۔اسم اشارہ　　4۔اسم موصول

1۔اسم علم

اسم علم وہ خاص نام ہے جس سے کوئی شخص، یا جگہ یا چیز مشہور ہو۔

مثلاً:-علامہ اقبال، کوہ طور، تاج محل، سر سید احمد خان، وغیرہ

عبد الحق دسویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ سرینگر جہلم کے کنارے آباد ہے۔ پیر پنجال کشمیر کا پہاڑ ہے۔

اوپر کے فقروں میں عبد الحق ایک لڑکے کا نام ہے۔ سرینگر ایک خاص مشہور شہر ہے۔ جہلم ایک خاص دریا کا نام ہے۔ پیر پنجال کشمیر کا خاص پہاڑ ہے۔ یہ وہ نام ہے جن سے مقرر جگہیں اور چیزیں ہی پکاری جاتی ہیں۔ ایسے ناموں کو علم کہتے ہیں۔۔

2۔اسم ضمیر

اسم ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ استعمال کیا جائے۔

مثلاً:-ماسٹر رفیق حسین ہمیں اردو پڑھاتا ہے۔ وہ بہت محنتی ہے۔ ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔

ان جملوں میں۔ وہ، ہم، اس، ہمیں، اسماۓ ضمیر ہیں کیونکہ یہ اسموں کے بدلے استعمال ہوئے ہیں۔

3۔اسم اشارہ

اسم اشارہ وہ کلمہ ہے جس سے کسی شخص یا جگہ یا چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔

مثلاً:-وہ پہاڑ، یہ میز، وہ دریا، یہ لڑکا وغیرہ۔ ان کلمات میں 'وہ' اور 'یہ' اسماء اشارہ ہیں۔ قریب کے اشارے کے لیے "یہ" اور بعید کے لیے "وہ" کے الفاظ ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے۔

مشار الیہ: جس شخص یا جگہ یا چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اس سے مشار الیہ کہا جاتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں پہاڑ، میز، دریا، لڑکا، مشار الیہ ہیں

4۔ اسم موصول

وہ اسم ہے جس کے ساتھ جب تک کوئی دوسرا جملہ نہ ملایا جائے تو پورا معنی نہیں دیتا۔

مثلاً:- جو محنت کرتا ہے عزت پاتا ہے۔ آپ جو کچھ کرتے ہیں ٹھیک ہے۔ جو نہی ہم سکول پہنچے گھنٹی بج گئی۔

ان جملوں میں جو، جو کچھ، جو نہی اسماء موصول ہیں۔

صلہ: جو جملہ اسم موصول کے بعد آتا ہے اسے صلہ کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں میں عزت پاتا ہے، ٹھیک ہے، گھنٹی بج گئی، صلہ ھیں۔

(نوٹ):- لفظ 'موصول' اور 'صلہ' لفظ 'وصل' سے بنے ہیں جس کا معنی ہے 'ملنا'۔

5۔ اسم الم کی اقسام

اسم علم کی پانچ قسمیں ہیں

1۔ خطاب 2۔ لقب 3۔ عرف 4۔ کنیت 5۔ تخلص

خطاب: وہ وصفی نام ہے جو کسی شخص کو حکومت کی طرف سے عزت افزائی کے لیے دیا جاتا ہے۔ اور وہ پھر اسی نام سے مشہور ہو (۱) جاتا ہے۔

مثلاً:۔ سر سید احمد خان،

سر محمد اقبال،

شمس العلماء محمد حسین آزاد وغیرہ۔

ان مثالوں میں 'سر' کا خطاب سر سید احمد خان اور علامہ اقبال کو، کو 'شمس العلماء' کا خطاب محمد حسین آزاد کو ملا ہے۔ 'گیان پیٹھ' رحمان راہی، 'بھارت رتن' کا خطاب بسم اللہ خان اور سچن ٹنڈولکر کو، وغیرہ۔

(۲) لقب: لقب وہ وصفی نام ہے جو کسی خاص صفت کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو جائے۔ یہ وصفی نام لوگوں کی طرف سے مل جاتے ہیں۔

مثلاً:۔ خلیل اللہ، ' لقب ہے حضرت ابراہیم علیہ سلام کا، اور 'قائداعظم' لقب ہے محمد علی جناح کا، 'مہاتما' لقب ہے گاندھی جی وغیرہ۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھے، سید الشہداء جمعہ کے دن شہید ہوئے، خدا نے خلیل اللہ کو نمرود کی آگ سے بچایا۔

پہلی مثال میں حضرت موسیٰ کو کلیم اللہ کہا گیا ہے۔، سید شہدا امام حسین کا نام ہے جو کربلا کے میدان میں شہید ہوئے، اسی طرح خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ سلام کا نام ہے جو خدا کے پیارے تھے۔ پس ایسے نام جو خاص وصف کے باعث مشہور ہو جائیں ان کو لقب کہتے ہیں۔

(۳) عرف:۔ وہ مختصر سا نام ہے جو محبت یا حقارت کی وجہ سے اپنوں اور پرایوں میں مشہور ہو جائے۔

مثلاً:- حسن علی عرف چھوٹے میاں۔ میر عسکری عرف میر کلو۔ عبد الرشید عرف جھنڈا اعلی درجے کا ادیب ہے۔ کرتار سنگھ عرف دیالہ پان فروش ہے۔

اوپر کی مثالوں میں حسن علی، میر عسکری، عبد الرشید، کرتار سنگھ، اصلی نام ہیں۔ اور چھوٹے میاں، میر کلو، جھنڈا، ویالہ یوں ہی مشہور ہو گئے ہیں۔ ایسے نام عرف کہلاتے ہیں۔ اکثر اوقات اصلی نام ہی بگڑ کر عرف ہو جاتا ہے۔

کنیت: کنیت کسی شخص کا وہ نام ہے جو باپ، یا ماں، یا بیٹے کی نسبت سے رکھا جاتا ہے اور پھر اسی نام سے مشہور ہو جاتا ہے۔

مثلاً:- ابو حنیفہ، ابن عمر، ام سلیم، ابن مریم، ابو بکر۔

حقیقت میں یہ اہل عرب کا دستور ہے کہ اصلی نام کے علاوہ ایک اور نام بھی رکھتے ہیں جس میں مسمی کا باپ یا بیٹا یا ماں یا بیٹی ہونا پایا جائے۔ مگر ہندوستان میں میاں بیوی کا نام نہیں لیتا۔ بیوی میاں کا نام نہیں لیتی جب ان کے اولاد ہوتی ہے تو اس کے نام کی نسبت سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ جیسے قادر کی ماں، مجید کا باپ، بس یہی کنیت ہے۔

(۵) تخلص: - یہ وہ مختصر نام ہے جو شعراا اپنے اشعار میں اپنے اصلی نام کے بدلے استعمال کرتے ہیں اور پھر اسی نام سے مشہور ہو جاتے ہیں۔

مثلاً:- سر محمد اقبال اردو کے عظیم شاعر ہیں، محمد حسین آزاد محمد ابراہیم ذوق کے شاگرد تھے، عبد الرحمن راہی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں، عبد الصمد صاہب ہمارے محبوب استاد ہیں، غلام نبی فراق ایس۔ پی کالج کے پروفیسر ہیں۔

اوپر کی مثالوں میں محمد اقبال، محمد حسین، محمد ابراہیم، عبد الرحمن، عبد الصمد، غلام نبی شاعروں کے نام ہیں۔ جنہوں نے اقبال، آزاد، ذوق، راہی، صاہب، اور فراق اپنے چھوٹے نام رکھے ہیں جن کو وہ اپنے شعروں میں لاتے ہیں۔ انہی کو تخلص کہا جاتا ہے۔

7-اسم نکرہ کی اقسام

اسم نکرہ: اسم نکرہ معنوں کے لحاظ سے اسم کی وہ قسم ہے جو کسی عام شخص، عام جگہ، چیز کے نام کو ظاہر کرے۔

مثلاً:—چاقو، رکاوٹ، لڑکا، مدرسہ، معبود، ریوارڈ، سلائی وغیرہ

اسم نکرہ کی آٹھ قسمیں ہیں۔

1۔اسم ذات　　2۔اسم مصدر۔حاصل مصدر　　4۔اسم فاعل　　5۔اسم مفعول

6۔اسم جمع　　7۔اسم معاوضہ　　8۔اسم حالیہ

1۔اسم ذات: اسم ذات وہ اسم ہے جو کسی چیز کا ذاتی نام ہو۔ یہ نام اس چیز کو دوسری چیزوں سے الگ دکھاتا ہے۔ یہ اسم ایک چیز کی حقیقت دوسری چیز کی حقیقت سے فرق ظاہر کرتا ہے۔

مثلاً:۔گھوڑا چالاک جانور ہے، بلی میاؤں میاؤں کرتی ہے، کتاب، قلم، پنسل، سلیٹ، تختی بازار سے خریدو، گائے دودھ دیتی ہے،۔

اوپر کی مثالوں میں گھوڑا، بلی، گائے، کتاب، قلم، پنسل، سلیٹ، تختی، ہر ایک چیز دوسری ذات سے جدا ہے۔ ہر ایک چیز کا نام الگ لیتے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز سے جدا ہے۔یعنی جنس اور ذات کے لحاظ سے یہ چیزیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ایسے اسم، اسم ذات کہلاتے ہیں۔

2۔اسم مصدر: اسم مصدر وہ اسم ہے جو کسی کام کے کرنے یا ہونے کے نام کو بلا تعلق زمانہ ظاہر کرے۔

مثلاً:۔لکھنا، کرنا، توڑنا، پڑھنا، گرانا, لڑنا، سلنا، دھونا، ہنسنا وغیرہ۔ کام کے نام کو اسم مصدر کہتے ہیں۔

اسم مصدر کے آخر میں 'نا' ہوتا ہوتا ہے۔ مگر ہر وہ لفظ جس کے آخر میں 'نا' ہو کسی کام کے نام کو ظاہر کرے اور اگر 'نا' گرایا جائے تو فعل امر بن جائے۔ مثلا لکھنا اسم مصدر ہے کیونکہ یہ لفظ کسی کام کے نام کو ظاہر کرتا ہے اور اگر اس کا 'نا' گرایا جائے تو یہ لفظ لکھ بنتا ہے جو فعل امر ہے۔ مگر چونا اسم مصدر نہیں ہے اگرچہ اس کے آخر میں 'نا' ہے کیونکہ یہ لفظ کسی کام کے نام کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور اگر اس کا 'نا' گرایا جائے تو یہ فعل امر نہیں بنتا ہے۔ لہٰذا چونا اسم ذات ہے اسم مصدر نہیں۔

3۔حاصل مصدر:۔حاصل مصدر وہ اسم ہے جس میں مصدر کی کیفیت یا اثر پایا جائے۔یہ اسم مصدر سے حاصل ہوتے ہیں یا بنتے ہیں۔

مثلاً:۔ہنسی، جگڑا، لوٹ، بگاڑ، بکری۔

دیکھو اوپر کے الفاظ سب حاصل مصدر ہیں اور ہنسنا، جھگڑنا، بگاڑنا، لوٹنا، بکنا مصدروں سے بنائے گئے ہیں۔ ایسے اسمون کو حاصل مصدر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مصادر کے کیف اور اثر کو ظاہر کرتے ہیں۔

4۔اسم فاعل:–وہ اسم ہے جو اس کام کرنے والے کو ظاہر کرے جو مصدر سے نکلا ہو۔

مثلاً:–لکھنے والا، پڑھنے والا، پینے والا، دوڑنے والا، کھانے والا۔ ان کلموں میں لکھنے والا اس شخص کو ظاہر کرتا ہے جس سے لکھنے کا کام وقوع میں آیا۔ یعنی جو لکھے اسی طرح پڑھنے والا اس کو جو پڑھے، دوڑنے والا اس کو جو دوڑے، کھانے والا جو کھائے، پینے والا جو پیے اور یہ وہ کام ہیں جو ان مصدروں کے معنوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے اسم اسم فاعل کہلاتے ہیں۔

5۔اسم مفعول:–اسم مفعول وہ اسم نکرہ ہے جو اس بات کو ظاہر کرے جس پر کام (فعل) واقع ہوا ہو اسم مفعول بھی مصدر سے مشتق (نکلا ہوا) ہوتا ہے۔

مثلاً:–لکھا ہوا، پڑھا ہوا، دھویا ہوا، ٹوٹا ہوا، مجبور، محکوم، مظلوم، وغیرہ یہ سب اسماء مفعول مصدروں سے نکلے ہیں۔

6۔اسم جمع: اسم جمع وہ اسم نکرہ ہے جو کسی مجموعہ یا گروہ کے نام کو ظاہر کرے اسم جمع واحد ہی استعمال ہوتا ہے اگرچہ معنی کے لحاظ سے جمع ہی ہو۔

مثلاً:– محفل، جماعت، گچھا، ریوڑ وغیرہ۔

7۔اسم معاوضہ: اسم معاوضہ وہ اسم نکرہ ہے جو کسی کام کی اجرت یا معاوضہ کو ظاہر کرے۔ اسم معاوضہ مصدر سے نکلا ہوتا ہے۔

مثلاً:–رنگائی، سلائی، دھولای، کٹائی، بنوائی وغیرہ۔ یہ اسم بلترتیب ان مصدروں سے نکلے ہیں۔ رنگنا، سینا، دھونا، کٹانا، بنانا۔

8۔اسم حالیہ: اسم حالیہ وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول کی حالت کو ظاہر کرے

مثلاً: وہ لڑکا ہستے ہوئے چل رہا تھا،

آپ کھیلتے کھیلتے گر گئے،

ان جملوں میں روتے ہوئے، ہنست ہوئے اور کھیلتے کھیلتے اسمائے حالیہ ہیں۔

7-اسم ذات

اسم ذات:-اسم ذات کسی چیز کا وہ نام ہے جس سے اس چیز کی حقیقت دوسری چیزوں سے الگ سمجھی جائے۔

مثلاً:-گھوڑا چالاک جانور ہے، بلی میاؤں میاؤں کرتی ہے، کتاب قلم، پنسل، سلیٹ، تختی بازار سے خرید و، گائے دودھ دیتی ہے، وغیرہ وغیرہ

اوپر کی مثالوں میں گھوڑا، بلی، گائے، کتاب، قلم، پنسل، سلیٹ، تختی، ہر ایک چیز دوسری ذات سے جدا جدا ہے۔ ہر ایک چیز کا نام الگ لیتے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز سے جدا ہے۔یعنی جنس اور ذات کے لحاظ سے یہ چیزیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایسے اسم، اسم ذات کہلاتے ہیں

اسم ذات کی چھ قسمیں ہیں۔

(ا)اسم تصغیر (۲)اسم مکبر (۳)اسم آلہ (٤)اسم ظرف (٥) اسم صوت (٦)اسم جمع

(۱) اسم تصغیر: اسم تصغیر وہ اسم ہے جس کے معنوں میں چھوٹا پن پایا جائے۔

مثلاً:-ہمارا باغیچہ پھولوں سے سجا ہوا ہے،

صندوقچہ میں کیا ہے،

ڈبیا ادھر لاؤ،

ڈھولک کس کی ہے،

پیالی میں پانی ہے۔وغیرہ

اوپر کی مثالوں میں باغیچہ، صندوقچہ، ڈبیا، ڈھولک اور پیالی۔ سب چیزوں کے نام ہیں اور ان میں چھوٹائی کے معنی پائے جاتے ہیں ایسے اسم، اسم تصغیر کہلاتے ہیں .

(۲) اسم مکبر: اسم مکبر وہ اسم ہے جس کے معنوں میں کسی قسم کی بڑائی پائی جائے۔

مثلاً:- صدر کی سواری شہر میں سے جارہی ہے۔ سر پر پگڑ بندھا ہوا ہے۔ ایک خادم چھتر کا سایہ کیے ساتھ جارہا ہے۔

اوپر کی عبارت میں پگڑ میں پگڑی کی نسبت اور چھتر میں چھتری کی نسبت بڑائی پائی جاتی ہے۔ جس چیز کے نام میں اس چیز کی نسبت بڑائی پائی جائے اس سے اسم مکبر کہتے ہیں۔

(۳) اسم آلہ:-اسم آلہ وہ اسم ہے جس میں اوزار یا ہتھیار کے معنی پائے جائیں۔

مثلاً:-ڈھال، تلوار، بلم، پھکنی، ڈوی، چاقو، جھولا، اور چھلنی۔

اوپر کے دیے ہوے الفاظ سب کے سب اسم آلہ ہیں۔ یہ سب اوزار اور ہتھیار ہیں۔

(٤) اسم ظرف: اسم ظرف وہ اسم ہے جس میں وقت یا کسی جگہ کے معنی پائے جائیں۔

١۔ جس اسم میں وقت کے معنی پائے جائیں اسے ظرف زماں کہتے ہیں

٢۔ جس اسم میں جگہ کے معنی پائے جائیں اسے ظرف مکاں کہتے ہیں

مثلاً:۔۔ہم کل عید گاہ سیر کے لیئے گئے،

مدرسہ کھل گیا ہے،

قلمدان میں قلم رکھ دو،

بت خانے میں کون ہے،

مسجد میں لوگ نماز ادا کرتے ہیں،

آج عید ہے،

چار بج چکے ہیں،

اوپر کے فقروں میں کل، آج، چار بجے، سے وہ زمانہ معلوم ہوتا ہے جس میں فعل واقع ہوا ہو۔ جس اسم میں وقت کے معنی پائے جائیں اسے ظرف زماں کہتے ہیں۔ اور عید گاہ، مدرسہ، قلمدان، بت خانہ، اور مسجد سے وہ جگہ پائی جاتی ہے جہاں فعل یعنی کام واقع ہوا ہے پس ایسے اسم ظرف مکاں کہلاتے ہیں

(٥) اسم صوت: اسم صوت وہ اسم ہے جس میں کسی طرح کی آواز کے معنی پائی جائیں۔

مثلاً: دھوبی پانی میں کھڑا چھو چھو کر رہا ہے،

کوا کائیں کائیں کرتا ہے،

بارش چھم چھم برستی ہے،

بلی میاؤں میاؤں کرتی ہے،

اوپر کی مثالوں میں چھو چھو، کائیں کائیں، چھم چھم، اور میاؤں میاؤں آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے اسم اسم صوت کہلاتے ہیں۔

(٦) اسم جمع: اسم جمع وہ اسم ہے جس میں جمع کی کوئی علامت نہ ہو مگر معنی جمع کا دے۔

مثلاً: محفل علم و ادب کا دفتر شہر کے وسط میں ہے۔،

دشمن سے لڑنے کے لیے فوج میدان جنگ میں جارہی ہے،

ہماری جماعت کا مانیٹر عبدالمجید ہے،

اوپر کی مثالوں میں فوج، محفل، دفتر، جماعت ایسے الفاظ ہیں جو بظاہر واحد ہے مگر معنی جمع کا دیتے ہیں۔ یعنی ایک مجمع کو ظاہر کررہے ہیں۔ ایسے اسم، اسم جمع کہلاتے ہیں۔

8-اسم مصدر اور اس کی اقسام

1۔مصدر

2۔مصدر کی قسمیں

مثلاً

کمی بیشی کے لحاظ سے مصدر کی قسمیں۔

دونوں کی مثالیں۔

معنی کے لحاظ سے مصدر کی قسمیں

دونوں کی مثالیں

مصدر متعدی کی قسمیں

بناوٹ کے لحاظ سے مصدر متعدی کی قسمیں

1۔مصدر

مصدر وہ لفظ ہے جس میں کسی کام کا اظہار تو ہوتا ہے لیکن اس کے لوازم اس میں نہیں پائے جاتے یعنی جو کلمہ کس کام یا حرکت کا بیان ہو اور اس میں زمانہ نہ پایا جائے اس کو مصدر کہتے ہیں۔اس کے آخر میں 'نا' آتا ہے۔جیسے کھانا، جانا، گانا وغیرہ۔اگرچہ مصدر کے آگے 'نا' ہوتا ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر لفظ جس کے آخر میں 'نا' ہو وہ مصدر ہی ہو۔جیسے بانا، نانا، کانا، وغیرہ۔مصدر کی پہچان کے لیے نشانی یہ ہے کہ 'نا' ہٹانے سے مصدر حکم بن جاتا ہے جیسے 'لکھنا' سے 'لکھ' 'جانا' سے 'جا' وغیرہ۔

2۔ مصدر کی قسمیں

۱۔ بناوٹ کے لحاظ سے مصدر کی دو قسمیں ہیں

(۱) مصدر وضعی یا اصلی (۲) مصدر غیر وضعی یا جعلی

(۱) مصدر وضعی یا اصلی: وہ مصدر ہے جو صرف مصدری معنوں کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۲) مصدر غیر وضعی یا جعلی: مصدر ہے جو دوسری زبانوں کے الفاظ پر مصدر یا علامت مصدر زیادہ کرکے بنائے گے ہوں۔

اً

انصاف کرنا، خریدنا، وغیرہ۔

کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا 1 -

۲۔ انصار کرنا، روشن کرنا، دھوکا دینا، بھیک مانگنا، لکچر دینا، ایکٹ کرنا۔

۳۔ للچانا، لرزنا، خریدنا، آزمانا، ہتھیانا۔

نمبر 1 کی مثالوں میں ایسے مصادر ہیں جو صرف مصدری معنوں ہی کے لئے وضع کئے گئے ہیں یعنی جب سے زبان بنی ہے تب سے اسی طرح بولے جاتے ہیں ایسے مصدر، مصدرِ اصلی کہلاتے ہیں۔

نمبر 2 کے مصادر ایسے ہیں کہ فارسی، عربی، ہندی، انگریزی الفاظ پر مصدر زیادہ کرکے بنائے گئے ہیں۔

نمبر 3 کے مصدر فارسی اور اردو لفظوں میں کچھ تبدیلی کر کے بنائے گئے ہیں ایسے مصدر، مصدر جعلی کہلاتے ہیں۔

۲۔ کمی پیشی کے لحاظ سے مصدر کی قسمیں۔

(۱) مجرد (۲) مزیدفیہ

(۱) مجرد: مصدر مجرد وہ مصدر ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حرف کم کردیں تو مصدر مصدر نہ رہے۔

(۲) مصدر مزید فیہ: مصدر مزید فیہ وہ مصدر ہے مصدر مجرد پر کچھ حرف زیادہ کر کے بنایا گیا ہو۔

دونوں کی مثالیں۔

۱۔ دھونا، ستانا، لکھنا، آنا۔

۲۔ دھولینا، ستاچکنا، لکھ دینا، آجانا، چلے جانا۔

نمبر 1 کے مصادر سے کاموں کا کرنا، ہونا سمجھا جاتا ہے یعنی وہ صرف مصدری معنی دیتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی حرف کم کر دیں تو مصدری صورت بدل جاتی ہے یعنی مصدر نہیں رہتا۔ ایسے مصادر مجرد ہوتے ہیں۔

دوسری قسم کے مصدر ایسے ہیں کہ مصدروں پر کچھ حرف زیادہ کیے ہوئے ہیں۔ ایسے مصدر مزید فیہ کہلاتے ہیں۔

۳۔ معنی کے لحاظ سے مصدر کی قسمیں

(۱) مصدر لازم (۲) مصدر متعدی

(۱) مصدر لازم:- مصدر لازم وہ مصدر ہے جس کا فعل صرف فاعل کو چاہیے۔

(۲) مصدر متعدی:- مصدر متعدی وہ مصدر ہے جس کا فعل۔ فاعل اور مفعول دونوں کو چاہے۔

دونوں کی مثالیں

۱۔ مجیب بیٹھا، خادمہ اٹھی، مینہ برسا، بجلی گری۔

۲۔ رشید نے گھوڑا خریدا، فاطمہ نے امتحان پاس کیا، دھوبی نے کپڑے دھوے، اس نے روٹی کھائی۔۔

نمبر ۱ کے فقروں میں بیٹھا، اٹھی، برسا، گری فعل ہیں بیٹھنا، اٹھنا، برسنا، گرنا مصدروں سے بنائے گئے ہیں۔ مجیب، خادمہ، مینہ، بجلی فعلوں کے فاعل ہیں۔ فعل اور فاعل مل کر بات پوری ہو گئی ہے اور کسی مفعول کی ضرورت نہیں۔ ایسے فعلوں کے مصدروں کو مصدر ملازم کہتے ہیں۔

نمبر ۲ کے فقروں میں خریدا، پاس کیا، دھوے، کھائیں، فعل ہیں۔ اور ان کے فاعل رشید، فاطمہ، دھوبی رشید ہیں۔ لیکن صرف فعل اور فاعل ملنے سے ان جملوں کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔ "خریدا" کے لیے اس چیز کا ہونا بھی ضروری ہے جو خریدی گی ہو۔ "پاس کیا" کے لیے وہ چیز جو پاس کی گئی ہو اور "دھو لیے" کے لیے وہ چیز جو دھوی گی ہو اور "کھائی" کیلیئے وہ چیز جو کھائی گئی ہو۔ جب تک ایسی چیزوں کا ذکر نہ ہو بات پوری نہیں ہوتی اور وہ چیزیں ان جملوں میں گھوڑا، امتحان، کپڑے، روٹی ہیں۔ پس ایسے فعل جو مفعول کو چاہیں ان کے مصادر متعدی کہلاتے ہیں۔

مصدر متعدی کی قسمیں

۱۔ مفعول کے لحاظ سے مصدر متعدی کی قسمیں

مفعول کے لحاظ سے مصدر متعدی کی تین قسمیں ہیں

(۱) مصدر متعدی بہ یک مفعول:۔ وہ مصدر ہے جس سے بنا ہوا فعل ایک مفعول کو چاہے۔ مثلاً:۔ دیکھنا، سننا، لانا وغیرہ

(۲) مصدر متعدی بہ دو مفعول:۔ وہ مصدر ہے جس سے بنا ہوا فعل دو مفعولوں کو چاہیے۔ مثلا:۔ سیکھانا، بتانا، کھلانا وغیرہ

(۳) مصدر متعدی بہ سہ مفعول:۔ وہ مصدر ہے جس سے بنا ہوا فعل تین مفعولوں کو چاہے۔ مثلا:۔ کھلوانا، پلوانا، دلوانا وغیرہ۔

۲۔ بناوٹ کے لحاظ سے مصدر متعدی کی قسمیں

بناوٹ کے لحاظ سے مصدر متعدی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) متعدی بنفسہ:-وہ مصدر ہیں جو بذات خود متعدی ہیں۔

(۲) متعدی بالواسطہ:-وہ مصدر ہے جو مصدر لازم سے بنے۔

(۳) متعدی المتعدی:-وہ مصدر ہیں جو متعدی مصدروں سے پھر متعدی بنائیے گئے ہوں۔

مثال:-

1 - کھانا، لکھنا

۲۔ پکانا، چلانا

۳۔ کھلانا، لکھوانا

پہلے دو مصدر بذات خود متعدی ہیں۔ نمبر ۲ کے مصدر لازم مصدروں سے بنائے گئے ہیں یعنی "چلنا اور پکنا" سے۔ تیسرے دو مصدر متعدی مصدروں "کھانا اور لکھنا" پر کچھ حرف بڑھا کر بنائیے گئے ہیں۔ پس پہلی قسم کے مصدر متعدی بنفسہ، دوسری قسم کے متعدی بالواسطہ، اور تیسری قسم کے متعدی المتعدی ہیں

9-اسم فعل اور اسم مفعول کی اقسام

اسم فاعل: وہ اسم مشتق ہے جو اس کام کے کرنے والے کو ظاہر کرے جو مصدر میں پایا جاتا ہے۔ یا جس کی ذات سے ہی کام کا کرنا ظاہر ہو۔

مثلاً:۔ لکھنے والا، پڑھنے والا، پینے والا، دوڑنے والا، کھانے والا۔

ان کلموں میں لکھنے والا اس شخص کو ظاہر کرتا ہے جس سے لکھنے کا کام وجود میں آیا، یعنی جو لکھے، اسی طرح پڑھنے والا اس کو جو پڑھے، دوڑنے والا اس کو جو دوڑے۔ کھانے والا جو کھائے، پینے والا جو پیے۔

اور یہ وہ کام ہیں جو ان مصدروں کے معنوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے اسم، اسم فاعل کہلاتے ہیں۔

اسم فاعل کی دو قسمیں ہیں

(۱) اسم فاعل سماعی (۲) اسم فاعل قیاسی

(۱) اسم فاعل سماعی: وہ اسم فعل ہے جو ہر فعل سے نہیں بنایا جا سکتا۔ جس طرح لوگ استعمال کرتے ہیں یا اہل زبان نے استعمال کیا ہے ویسے ہی استعمال کیا جا سکے۔ سماعی اسم فاعل کے آخر میں والا، ہارا، ایرا، یا او، اک، ڑی وغیرہ لگاتے ہیں۔ کیسے لکڑہارا، سنار، لوہار، سپیرا، کھلاڑی وغیرہ۔

(۲) اسم فاعل قیاسی: وہ اسم فاعل ہے جس کو ایک مقررہ قاعدے سے بنایا جائے۔ مصدر کا الیف ہٹا کر اس کے آگے یائے مجہول لگاتے ہیں اور پھر والا، والے، والی، والیاں، میں سے ایک لفظ لگا کر بنایا جاتا ہے۔ جسے کھانا سے کھانے والا، کھانے والے، کھانے والی، کھانے والیاں وغیرہ۔

اسم مفعول اور اسکی قسمیں۔

اسم مفعول:-وہ اسم ہے جس سے وہ شخص یا چیز سمجھی جاتی ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے۔ جیسے کھایاہوا، کھائے ہوئے، کھائی ہوئی،وغیرہ۔اس کے علاوہ رنجیدہ دیدہ، مجروح، مرغوب، محتاج وغیرہ بھی اسم مفعول کہلاتے ہیں۔

اسم مفعول کی دو قسمیں ہیں

(۱) اسم مفعول قیاسی (۲) اسم مفعول سماعی

(۱) اسم مفعول قیاسی: وہ اسم ہیں جو اس قاعدے کے مطابق بنایا گیاہو۔

(۲) اسم مفعول سماعی: وہ اسم ہے جس کو عام قاعدے سے بنانا گیاہو۔

10-اسم ضمیر کی تعریف

اسم ضمیر: اسم کی بجائے جو الفاظ بیان کئے جاتے ہیں وہ ضمیر کہلاتے ہیں۔یعنی اسم ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی دوسرے اسم کی جگہ استعمال کیا جاتاہے۔

مثلاً:-وہ، میں، ہم، تم، تمہارا، میرا، تیرا وغیرہ۔

ضمیر کی چار قسمیں ہیں

(1)ضمائر شخصی (2)ضمایر موصولہ (3)ضمائر استفہامیہ (4)ضمائر اشارہ

(1)ضمائر شخصی:-وہ ضمیر ہے جس میں کسی شخص کے بارے میں ذکر کیا جائے۔

مثلاً

۱۔ میں نے دو گھوڑے خریدے۔ ہم دہلی سے آئے۔

۲۔ تو کہاں جائے گا۔؟ تم اس جگہ مکان بناؤ

۳۔ وہ یہاں نہیں رہتے۔ وہ کدھر گیا۔

نمبر ۱ کے فقروں میں "میں اور ہم" سے وہ شخص مراد ہے جو باتیں کر رہا ہے اور اس سے متکلم کہتے ہیں۔

نمبر ۲ کے فقروں میں "تو اور تم" سے وہ شخص مراد ہے جس سے بات ہو رہی ہے اور اس سے مخاطب کہتے ہیں۔

نمبر ۳ کے جملوں میں " وہ" سے وہ شخص مراد ہے جس کے بارے میں ذکر ہو رہا ہے اسے غائب کہتے ہیں۔

پس ضمیر شخصی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر متکلم: ضمیر متکلم وہ ضمیر ہے جو کلام کرنے والا اپنے لیے استعمال کرتا ہے۔

(۲) ضمیر مخاطب: ضمیر مخاطب وہ ضمیر ہے جو کلام کرنے والا مخاطب کے لیے استعمال کرتا ہے۔

(۳) ضمیر غائب: ضمیر غائب وہ ضمیر ہے جو اس شخص کے لئے آئے جس کا ذکر ہو رہا ہے اور جو حاضر نہیں ہوتا۔

(2) **ضمیر موصولہ:**- ضمیر موصولہ وہ ضمیر ہے جس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ یعنی صلہ ہوتا ہے۔ ضمائر موصولہ یہ ہیں۔

جو، جو جو، جو کہ، وہ جو، جو کوئی، جو چیز، جو کچھ، جو نسی، وغیرہ۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں

جو لڑکا محنت کرتا ہے کامیابی حاصل کرتا ہے۔ جو نسا قلم چاہو لے لو۔ جو کچھ تم نے سنا صاف صاف بتا دو۔

ان مثالوں میں جو، جو نسا، جو کچھ ایسے کلمے ہیں کہ جب تک ان کے ساتھ ایک اور جملہ نہ ملے پورے معنی نہیں دیتے ہیں۔ ایسے کلموں کو موصول کہتے ہیں۔ اردو جملوں ان کے ساتھ ملایا جاتا ہے اسے 'صلہ' کہتے ہیں۔ موصول اور صلہ مل کر پوری بات نہیں ہوتی بلکہ صلہ اور موصول ملکر کلام کا جزو ہوتے ہیں۔ اگر صرف 'جو محنت کرتا ہے' کہا جائے تو نتیجے کا انتظار باقی رہتا ہے۔ اسی طرح 'جو نسا قلم چاہو'۔ 'جو کچھ تم نے سنا'۔ ان سے پوری بات سمجھ میں نہیں آتی۔ پس موصول اور صلے کے بعد ایک اور جملے کا آنا ضروری ہے تاکہ بات پوری ہو جائے۔

(3) **ضمائر استفہامیہ:** استہفامیہ اس ضمیر کو کہتے ہیں جو پوچھنے کے موقع پر بولی جاتی ہے۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں

تم کیا کر رہی ہو؟، میں نے کسے پکارا ہے؟،

اس لڑائی میں کتنے مری؟ تم نے کتنا کھایا؟ یہ لو کتابیں تمھیں کونسی پسند ہے؟

اوپر کی مثالوں میں کیا، کون، کسے، کتنے، کتنا، کونسی، وغیرہ سب کلمے سوال پوچھنے کے موقع پر استعمال کئے ہیں اور کسی اسم کی جگہ آئے ہیں پس جو کلمے پوچھنے کے موقع پر کسی اسم کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں ضمائر استفہامیہ کہلاتے ہیں۔

(4) **ضمائر اشارہ:**۔ ضمیر اشارہ وہ ضمیر ہے جو بطور اشارہ کے استعمال ہوتی ہے یعنی ضمیر اشارہ وہ ضمیر ہے جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں

یہ میرا ہے، وہ آپکے لیے ہے، وہ رام لال کی ہے، وہ دیکھو چاند نکل رہا ہے، یہ دیکھو سانپ جا رہا ہے۔

ترکی ان مثالوں میں "وہ" اور "یہ" سے کسی اسم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ قریب کے لیے "یہ" اور بعید کے لیے "وہ" کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔ پس "یہ" اور "وہ" اشارہ ہیں اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے "مشار الیہ" کہتے ہیں۔

11-صفت کی تعریف اور اس کی اقسام

صفت: وہ اسم ہے جس سے کسی اسم کی بھلائی یا برائی ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی صفت ان الفاظ کو کہتے ہیں جو کسی اسم کی حالت یا کیفیت یا مقدار کے بارے میں بتاتے ہیں۔

مثلاً:۔ کالی بلی میں کالی صفت ہے۔، موٹا آدمی میں آدمی اسم ہے اور موٹا اس کی صفت ہے۔، اونچے اونچے درخت میں اونچے اونچے صفت ہیں۔ اسی طرح کسی اسم کی اچھائی یا برائی بھی صفت میں بیان کی جاتی ہے۔ جیسے: اچھا، برا، نیک اور جس اسم کی بھلائی یا برائی ظاہر ہوتی ہے اس کو موصوف کہتے ھیں۔

صفت کی پانچ قسمیں ہوتی ہیں۔

(1)صفت ذاتی یا تفصیلی (2)صفت نسبتی (3)صفت عددی (4)صفت مقداری (5)صفت ضمیری۔

(1) صفت ذاتی یا تفصیلی:-صفت ذاتی وہ صفت ہے جو کسی چیز یا شخص کی ذاتی حالت کو ظاہر کرتی ہو۔یعنی صرف ذاتی وہ صفت ہے جس جس سے کسی چیز کی خالت بیرونی یا اندرونی ظاہر ہوتی ہو۔

مثلاً:- بہادر لڑکا، اچھی کتاب، ہوشیار استاد۔

اوپر کے مرکبات کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات لڑکا، کتاب، اور استاد کی ذاتی حالت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ پس ایسی صفت جو کسی کی ذاتی صفت کو ظاہر کرے صفت ذاتی کہلاتی ہے۔

(2) صفت نسبتی:-صفت نسبتی وہ الفاظ ہیں جن کا کسی دوسری چیز سے لگاؤ یا نسبت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے: کشمیری، پنجابی، شورش کاشمیری,کابلی بادام، پنجابی سپاہی، میں کشمیری، پنجابی، کابلی وغیرہ الفاظ صفت نسبتی ہیں۔

آئے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

کشمیری شال اچھا ہوتا ہے۔

میرے استاد محترم محمد حسین جموی ہیں۔

محمود حسین بدخشی میرے دوست ہیں۔

اوپر کی مثالوں میں کشمیری، جموی، بدخشی۔ یہ سب صفتیں نسبت سے حاصل ہوئی ہیں۔ نسبت کے معنی لگاو کے ہیں اس لئے ایسی صفتیں نسبتی کہلاتی ہیں اور جس چیز کی طرف نسبت دی جاتی ہے اسے منسوب الیہ اور جس کی نسبت کی جاتی ہیں اسے منسوب کہتے ہیں۔

اوپر کی مثالوں میں کشمیر، جموں، بدخشاں، منسوب الیہ اور شال، محمد حسین، محمود حسین، منسوب ہیں

(3) صفت عددی:-صفت عددی وہ صفت ہے جس میں تعداد کے معنی پائے جائیں۔یعنی صفت عددی وہ الفاظ ہوتے ہیں جن سے کسی اسم کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ جیسے دو آدمی، پانچ مرغے، تین گز زمین، وغیرہ میں دو، پانچ، تین صفت عددی ہیں اسی طرح سب لوگ، سارے کھیت، تمام دنیا۔، میں سب، سارے، اور تمام۔صفت عددی کہلاتے ہیں۔

آئے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

تین شال خریدے گئے۔

سات آدمی آئے۔

تیسری جماعت کہاں ہے؟

آج چاند کی چودھویں تاریخ ہے۔

تمام آدمی حاضر ہیں۔

یہ آم اس سے دوگنا ہے۔

یہ دروازہ اس دروازے سے تگنا چوڑا ہے۔

اوپر کی مثالوں میں لفظ تین، سات، تیسری، چودھویں، تمام، دوگنا، تگنا۔سب صفت کے معنی دیتے ہیں لیکن ہر ایک سے کچھ تعداد معلوم ہوتی ہے اس لئے یہ سب صفت عددی کہلاتے ہیں۔

صفت عددی کی دو قسمیں ہیں

(۱) عدد معین:-وہ صفت عددی ہے جس سے کسی شے کی تعداد ٹھیک معلوم ہو۔

جیسے:-پانچ،سات،بیس،سو،وغیرہ۔

(۲)عدد غیر معین:-وہ صفت عددی ہے جس سے کسی شے کی تعداد ٹھیک معلوم نہ ہو۔

جیسے:-چند،کئی بعض،کم،کچھ،سب،کل،بہت وغیرہ۔

(۳) صفت مقداری:-صفت مقداری وہ صفت ہے جو کسی چیز کی مقدار کو ظاہر کرتی ہو۔یعنی صفت مقداری وہ صفت ہے جس میں کسی اسم کی مقدار معلوم ہوتی ہو۔جیسے چمچہ چائے،بہت دھن، تھوڑی رقم،وغیرہ میں چمچہ ،بہت، تھوڑی،صفت مقداری ہیں۔

آے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

میں نے کچھ دودھ پیا۔

اسے زیادہ درد ہے۔

تھوڑاساپانی پی لو۔

سیر بھر کھانڈلاو۔

اوپر کی مثالوں میں کچھ،زیادہ، تھوڑاسا،سیر بھر،صفت کی مقدار ظاہر کررہے ہیں۔اس لئے ایسے لفظوں کوصفت مقداری کہتے ہیں۔

(٤) صفت ضمیری:-صفت ضمیری وہ الفاظ ہیں جوصفت کا کام دیتے ہیں۔

جیسے:-یہ شخص میرادوست ہے،

وہ کتاب میری ہے،

کون جاناچاہتاہے،

اوپر کی مثالوں میں یہ، وہ، کون۔ وغیرہ الفاظ صفت ضمیری کہلاتے ہیں۔

12- فعل کی اقسام

معنی کے لحاظ سے فعل کی چار قسمیں ہیں۔

(1) فعل لازم (2) فعل متعدی (3) فعل ناقص (4) فعل معدولہ

1۔ فعل لازم:۔ وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے تک رہے۔ یعنی فعل لازم وہ فعل ہے جس میں کام کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک ہی محدود رہے۔

مثلاً:۔ "فاروق بولا،" میں, فاروق، فاعل اور, بولا، فعل لازم ہے۔

یاد رکھو کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔

2۔ فعل متعدی:۔ وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے۔

مثلاً:۔ کرتار سنگھ نے رجسٹر خراب کر دیا۔ یہاں، کرتار سنگھ، فاعل، رجسٹر، مفعول اور, خراب کر دیا، فعل متعدی ہے۔

فعل لازم اور فعل متعدی کو فعل تام بھی کہتے ہیں۔

یادرکھو جس پر کام کیا جائے اسے مفعول کہتے ہیں۔ ۔

3۔ فعل ناقص:-اس فعل کو فعل ناقص کہا جاتا ہے جو کسی پر اثر نہ ڈالے بلکہ کسی اثر کو ثابت کرے۔

مثلاً:-علاودین بیمار ہے، لڑکی گم ہو گی، یہ اچھا ہوا، اس پر کیا بیتی ؟،

افعال ناقصہ اکثر یہ آتے ہیں۔

ہے، اور, تھا، کے تمام صیغے ہونا، ہو جانا، بننا، بن جانا، رہتا، پڑنا، نکلنا، نذر آنا، دکھائی دینا، معلوم ہونا، وعیرہ کے تمام صیغے۔ ,

4۔ فعل معدولہ:- فعل معدولہ کسی کام کا کرنا ظاہر نہیں کرتا بلکہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔ یہ نہ لازم ہوتا ہے نہ متعدی۔

جیسے:-کھلنا، بکنا، وغیرہ۔ دروازہ کھلا، باجہ بجائیں۔ کھلا اور بجا فعل معدولہ ہیں۔

کمی پیشی کے لحاظ سے فعل کی قسمیں۔

کمی پیشی کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔

(1)فعل مفرد (2)فعل مرکب

1۔ فعل مفرد:- فعل مفرد وہ ہے جو مصدر مجرد سے بنتا ہے۔

مثلاً:- آتا ہے، جائیگا، لکھا ہو گا وغیرہ۔

2۔ فعل مرکب:- فعل مرکب وہ ہے جو مصدر مرکب سے بنا ہو اور اسی کو امدادی فعل بھی کہتے ہیں۔

مثلاً:- کھا سکتا ہے، پڑھنا چاہیے، آیا ہی چاہتا ہے وغیرہ۔

فاعل کے لحاظ سے فعل کی قسمیں۔

فاعل کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فعل معروف (۲) فعل مجہول

(۱) فعل معروف:- فعل معروف وہ فعل ہیں جن کے فاعل ہمیں معلوم ہوں۔

مثلاً:- شفیق نے خط لکھا" ۔میں "لکھا" فعل معروف ہے۔

(۲) فعل مجہول:- فعل مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل ہمیں معلوم نہ ہو۔

مثلاً:- "خط لکھا گیا" میں "لکھا گیا" فعل مجہول ہے۔

13-زمانے کے لحاظ سے فعل کی اقسام

زمانے کے لحاظ سے فعل کی چھ قسمیں ہیں

(۱)ماضی (۲)حال (۳)مستقبل (۴)مضارع (۵)امر (۶)نہی

(۱)**فعل ماضی:** وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا گزرے ہوئے زمانہ میں ہوتا ہے۔

مثلاً:-جاوید اقبال مدرسہ گیا،

رشید نے روٹی کھائی،

احمد بازار جاتا تھا۔

دیکھو اوپر کی مثالوں میں جاوید، رشید اور احمد گزشتہ زمانے میں کام کرتے ہیں۔ اور ان افعال میں فعل ماضی پایا جاتا ہے۔ ایسے افعال جن کا ہونا یا کرنا یا سہنا گزشتہ زمانے میں پایا جائے فعل ماضی کہلاتے ہیں۔

(۲)**فعل حال:**-وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا کرنا موجودہ زمانہ میں سمجھا جائے۔

مثلاً:-بچے میدان میں کھیلتے ہیں،

بجلی چمکتی ہے،

بادل گرجتا ہے،

احمد خانہ کھاتا ہے،

دیکھو اوپر کی مثالوں میں کھیلتے ہیں، چمکتی ہے، گرجتا ہے، اور کھاتا ہے۔ ایسے فعل ہیں کہ ان میں موجودہ زمانہ پایا جاتا ہے۔ ایسے فعل حال کہلاتے ہیں۔

(۳) **فعل مستقبل:**-وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا کرنا آئندہ یعنی آنے والے زمانہ میں سمجھا جائے۔

مثلاً:-لڑکے سیر کو جائیں گے،

پرسوں ہم فلم دیکھنے آئیں گے،

ہم موسم گرما میں گلمرگ روانہ ہوں گے،

اوپر کی مثالوں میں " جائینگے، آئینگے، روانہ ہونگے، " میں زمانا آئندہ پایا جاتا ہے جن فعلوں میں زمانہ آئندہ پایا جاتا ہے وہ فعل مستقبل کہلاتے ہیں۔

(٤) **فعل مضارع:**۔جس فعل میں حال اور مستقبل دونوں پائے جائیں اس کو فعل مضارع کہتے ہیں۔

مثلاً:-وہ چراغ روشن کرے تو میں جاؤں،

وہ کھانا کھائیں تو ہمیں خوشی حاصل ہو،

" دیکھو اوپر کے جملوں میں " کرے، جاؤں، کھائیں، حاصل ہو،

ایسے فعل ہیں کہ ان میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جاتے ہیں۔

پس ایسے افعال جن میں حال اور مستقبل دونوں پائے جائیں اس کو فعل مضارع کہتے ہیں۔

(٥) **فعل امر:-** فعل امر وہ فعل ہے جس کے ذریعے کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے۔

مثلاً:-اسے خط لکھو یا لکھ،

بنچ پر بیٹھو،

اپنی کتاب کھولو،

اپنا سبق یاد کرو،۔

اوپر کے فقروں میں لکھو، لکھ، بیٹھو، کھولو، اور کرو۔ایسے فعل ہیں جن کے ذریعے کسی کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ایسے فعل جن کے ذریعے کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے فعل امر کہلاتے ہیں۔

(٦) **فعل نہی:-** فعل نہی وہ فعل ہے جس کے ذریعے کسی کام کے کرنے سے روکا جائے۔

مثلاً:- نئ کتاب خراب نہ کرو،

کسی کو گالی مت دیں،

جانوروں کو مت ستاو،

اوپر کی مثالوں میں "نہ کرو" اور "مت ستاو" ایسے فعل ہیں جن کے ذریعے کسی کام کے کرنے سے روکا گیا ہے۔ایسے فعل جن کے ذریعے کسی کام کے کرنے سے روکا جائے فعل نہی کہلاتے ہیں۔

14- فعل ماضی کی اقسام

فعل ماضی کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) ماضی مطلق (۲)ماضی قریب (۳)ماضی بعید (٤)ماضی استمراری (٥)ماضی احتمالی (٦)ماضی تمنائی یا شرطی۔

(۱)ماضی مطلق:-ماضی مطلق وہ فعل ہے جس میں زمانہ گزشتہ پایا جائے اور اس میں زمانے کے قریب و بعید کی قید نہ ہو۔

مثلاً:-اشرف نے روٹی کھائی،

اس نے چھٹی لی،

محمود دوڑا،

اوپر کے فقروں میں کھائی، لی، دوڑا۔ فعل ماضی ہیں ان سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام زمانہ ماضی میں ہوا ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کام کئے ہوئے تھوڑا عرصہ گزرا ہے یا بہت۔ جس فعل ماضی میں نہ پایا جائے کہ زمانہ کو گزرے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی ہے یا زیادہ اسے ماضی مطلق کہتے ہیں۔

(۲)ماضی قریب:-ماضی قریب وہ فعل ہے جس میں قریب کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے۔

مثلاً:-رشید نے خط لکھا ہے،

قریشی نے مار کھائی ہے،

دیکھو ان جملوں میں "لکھا ہے" اور "کھائی ہے" کے فعلوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رشید نے ابھی خط لکھا ہے اور قریشی نے ابھی مار کھائی ہے۔یعنی ان فعلوں میں قریب کا گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے جسے ماضی قریب کہتے ہیں۔

(۳)ماضی بعید:۔ماضی بعید وہ فعل ہے جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے۔

مثلاً:۔ہم نے چور دیکھا تھا،

مینہ برسا تھا،

بجلی گری تھی،

دیکھیے اوپر کی مثالوں میں "دیکھا تھا" "برسا تھا" اور "گری تھی" ایسے فعل ہیں کہ ان سے دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے۔ایسے فعلوں کو ماضی بعید کہتے ہیں۔

(٤) ماضی استمراری:۔اسے ماضی ناتمام بھی کہا جاتا ہے۔یہ وہ ماضی ہے جس میں گزرے ہوئے زمانہ میں کام کا جاری رہنا سمجھا جاتا ہے۔یعنی کام ختم نہیں ہوا ہوتا۔

مثلاً:۔وہ گانا گا رہا تھا،

رانی پھول توڑ رہی تھی،

اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ اس کے آخر میں "رہا تھا، رہے تھے، رہی تھی، رہیں تھیں" وغیرہ آتا ہے۔

(٥)ماضی احتمالی: اسے ماضی شکیہ بھی کہتے ہیں۔یہ وہ ماضی ہے جس میں گزرے ہوئے زمانہ میں کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کا احتمال یعنی شک پایا جائے۔ماضی مطلق پر ہوگا بڑھانے سے ماضی احتمالی بن جاتا ہے۔

مثلاً:۔کریم نے چڑیا دیکھی ہو گی،

شیکسپیئر یہاں آیا ہو گا،

منشی نے خط لکھا ہو گا،

دیکھو اوپر کی مثالوں میں کریم کا دیکھنا، شیکسپیئر کا آنا، اور منشی کا خط لکھنا۔ شک کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ جس فعل ماضی میں کام کا ہونا شک کے ساتھ سمجھا جائے اسے ماضی شکیہ یا احتمالی کہتے ہیں۔

(٦) ماضی تمنائی یا شرطی: یہ وہ ماضی ہے جس میں گزرے ہوئے زمانہ میں کام کرنے کی تمنا، شرط، یا آرزو پائی جاتی ہے۔ یہ مادہ کے بعد 'تا' بڑھانے سے بنتی ہے۔ آتا، جاتا، کھاتا، روتا، پڑھتا، وغیرہ آخر میں ہوتے ہیں۔ جیسے: اگر وہ آتا تو میں خوش آمدید کہتا، اگر تم جاتے تو وہ مان جاتا وغیرہ۔

ایک اور مثال دیکھیے۔

کاش! وہ اس وقت وہاں نہ جاتا،

احمد سیب خرید تا۔ اگر احمد نے سیب خریدہ ہوتا۔ احمد نے سیب خریدہ ہوں۔ ایسے فعل ہیں جو شرط یا آرزو کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے:- اگر احمد سیب دیتا تو میں کھاتا وغیرہ۔ یہ شرطی صورت تھی، آرزو کے موقع پر یوں کہا کرتے ہیں۔

کاش! احمد سے خرید تا، کاش! احمد سیب خریدا ہوتا۔ اس لیے اسے ماضی تمنائی بھی کہتے ہیں۔

15- حرف کی تعریف

(۱) حروفِ جار: ایسے الفاظ جو اسموں کے ساتھ ملکر فعل کا تعلق اسم کے ساتھ ظاہر کریں۔ حروف جار کہلاتے ہیں اور جن اسموں کے بعد حروف جار آتے ہیں ان کو مجرور کہا جاتا ہے۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل ہوا کرتے ہیں۔ بعض فارسی الفاظ بھی حروف جار کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً: سوا، جز۔

آیئے ایک مثال دیکھ لیتے ہیں۔

فاروق گھر میں بیٹھا ہے۔

کتاب الماری پر رکھ دو۔

زاہد سر سے پیر تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہے۔

دیکھو اوپر کے فقروں میں لفظ "میں، پر، سے، تک" اسموں کے ساتھ مل کر ان کا تعلق فعل کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے الفاظ حروف جار کہلاتے ہیں۔

(۲) حروفِ اتصال: وہ حروف جو کلموں اور جملوں کو آپس میں ملائیں حروف اتصال کہلاتے ہیں۔

آیئے مثال سے سمجھتے ہیں۔

رشید اور قادر آئے۔

ناشپتی لو یا سیب لو۔

قدوس کے سوا سب لڑکے حاضر تھے۔

اگر مجید آتا انعام پاتا۔

رشید گھر میں نہیں ہے کیونکہ وہ سکول گیا ہے۔

اوپر کی سطروں میں "اور، یا، سوا، تو، کیونکہ" یہ سب حروفکلموں اور جملوں کو آپس میں ملاتے ہیں۔ ایسے حروف، حروف اتصال کہلاتے ہیں۔

حروفِ اختصاص وشرکت:-ایسے حروف جو تخصیص کے معنی پیدا کریں حروف اختصاص وشرکت کہلاتے ہیں۔ (۳)

اسے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

خدا ہی ہمارا رازق ہے۔

صرف اللہ نے ہم کو پیدا کیا۔

دولت محض ڈھلتی چھاؤں ہے۔

اوپر کی مثالوں میں "صرف، ہی، محض "تخصیص کے معنی دے رہے ہیں۔ رازق خاص خدا ہے۔ صرف اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے۔ پس ایسے حروف جو تخصیص کے معنی پیدا کریں حروف اختصاص وشرکت کہلاتے ہیں۔

(٤) حروفِ فجائیہ: حروف فجائیہ وہ حروف ہیں جو بے ساختہ منہ سے نکل جاتے ہیں۔

اسے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

آفرین! آپ امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

مرحبا! تم نے اچھا کام کیا۔

شاباش! تم خوب کھیلے۔

اے خدا ہماری حالت پر رحم کر۔

افسوس کہ وہ محنت کا عادی نہیں۔

دیکھو اور کے فقروں میں آفرین!۔ شاباش۔ مرحبا۔ ایسے الفاظ ہیں جو خوشی کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ "اے" پکار کے موقع پر۔ "افسوس" تاسف کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔

ایسے حروف کو حروفِ فجائیہ کہتے ہیں

16۔ حروف استحصال کی اقسام

(۱) حروف عطف: وہ غموں اور مصیبتوں میں پالا گیا ہے۔

پہلے خورشید آیا پھر اشرف آیا۔

خلیل اپنا کام کر کے گھر جائے گا۔

موہن انسان نہیں بلکہ گدھا ہے۔

دیکھو اوپر کے فقروں میں "اور، پھر، کر کے، بلکہ" ایسے حروف ہیں کہ انہوں نے دو کلموں یا فقروں کو آپس میں ملایا ہے۔ یا ان کو ایک حکم میں شامل کیا ہے۔ ایسے حروف حروف عطف کہلاتے ہیں۔

حروف عطف سے پہلے جملے یا کلمے کو معطوف علیہ کہتے ہیں۔ حرف عطف کے بعد کے جملے یا کلمے کو معطوف کہتے ہیں۔

(۲) حروف تردید: حروف تردید وہ حروف ہیں جو رد کرنے کے مقام پر بولے جائیں۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

تم خواہ کتاب لو یہ کاپی۔

چاہے قلم یا پینسل۔

میں اس لڑکے کو جماعت سے نکال دوں یا رکھوں؟

دیکھو اوپر کے فقروں میں "خواہ، چاہے، یا" ایسے حروف ہیں کہ انہوں نے پہلی چیز کو رد کر کے دوسری چیز پیش کی ہے۔ رد کرنے کو تردید کہا جاتا ہے۔

(۳) حروف استدراک: ایسے حروف جو شک اور وہم کو دور کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں حرف استدراک کہلاتے ہیں۔

آیے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

مجید تو دوست تھا مگر بے وفا نکلا۔

چور کو پکڑنے کی کافی کوشش تو کی گئی الا کامیابی نہ ہوئی۔

دیکھو اوپر کے فقروں میں "مگر، اللا" اس شک اور وہم کو دور کرتے ہیں جو ان جملوں میں پہلے پائے جاتے ہیں۔ ایسے حروف جو شک اور وہم کو دور کریں حروف استدراک کہلاتے ہیں۔

(٤) **حروف استثناء:** ایسے حروف جو کل سے جز کو الگ کریں حروف استثناء کہلاتے ہیں۔

آیے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

بشیر کے سوا سب آے تھے۔

تمام لڑکے بغیر کریم کے جماعت سے باہر چلے گئے۔

ساری چیزیں گم ہو گئی مگر قلم بچ گیا ہے۔

سب سو گے الا حمید۔

دیکھو اوپر کی مثالوں میں "سوا" نے بشیر کو سب آدمیوں سے "مگر" نے ساری چیزوں کو قلم سے "الا" نے حمید کو سب آدمیوں سے جدا کیا ہے۔ ایسے حروف جو کل سے جز کو الگ کریں حروف استثناء کہلاتے ہیں۔

(٥) حروف شرط و جزا: ایسے حروف جو جملے میں شرط کے معنی پیدا کریں۔ حروف شرط کہلاتے ہیں۔ اور ایسے حروف جو جزا کے مقام پر استعمال ہوں حروف جزا کہلاتے ہیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو نہ توڑیں گے *

تو کل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

پشہ سے سیکھیے شیوۂ مردانگی کوئی *

جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اوپر کے اشعار میں "اگر، جب" ایسے حروف ہیں جو شرط کے معنی پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح "سو، تو" وغیرہ جزا کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

(٦) حروف علت: وہ حروف جو کسی امر کا اثر ظاہر کریں حروف علت کہلاتے ہیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

عزیز حاضر نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ مصروف ہے۔

محنت کرنی چاہیے اس لیے کہ یہ ترقی کا پہلا قدم ہے۔

اوپر کی مثالوں میں "کیونکہ، اس لئے کہ" سبب کے لیے آئے ہیں۔ سبب کو علت کہتے ہیں۔ لہذا اس قسم کے حروف کو حروف علت کہا جاتا ہے۔ جن جملوں کے ساتھ حروف علت واقع ہو ان جملوں کو علت اور پہلے کو معلول کہتے ہیں۔

(٧) حروف تشبیہ: جن الفاظ سے ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ہونا ظاہر ہو وہ حروف تشبیہ کہلاتے ہیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

وہ الو کی طرح گھر سے نکل گیا۔

دنیا میں حاتم جیسا سخی کوئی نہیں۔

مجید کا چہرہ سورج کی مانند چمکتا ہے۔

اشرف ہو بہو حمید ہے۔

اس زمانے میں مجھ سا غریب نہیں۔

دیکھو اوپر کے جملوں میں "طرح جیسا، مانند، ہو بہو، سا" ایسے حروف ہیں کہ ان سے ایک چیز کا دوسری چیز جیسا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے حروف کو حروف تشبیہ کہتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے جس چیز کو تشبیہ دی جاتی ہے اس کو مشتبہ کہتے ہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے اس کو مشبہ بہ کہتے ہیں۔

17- حروف فجاہ کی اقسام

(۱) حروف ندا: حروف ندا وہ حروف ہیں جن سے پکارا جائے۔ جسکو پکاریں اسے منادی کہتے ہیں۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

اے خدا! ہماری حالت پر رحم کر۔

اے بھائی نیکی کر دریا میں ڈال۔

ارے! یہ کیا کہتے ہو۔

اجی! ذرا ادھر آیئے۔

اوپر کی مثالوں میں ”اے، ارے، اجی“ ایسے حروف ہیں جو پکارنے کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ پکارنے کو ندا کہا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے حروف حروف ندا کہلاتے ہیں۔

(۲) حروف جواب: حروف جواب وہ حروف ہیں جو جواب میں بولے جائیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جب کسی قریب کے شخص کو بلایا جاتا ہے۔ تو وہ جواب میں ہاں، یا جی۔ کہتا ہے۔ کسی دور کے آدمی کو پکاریں تو وہ جواب میں جی ہاں کہتا ہے۔ سوال کے جواب میں بھی ہاں، آتا ہے۔ سننے والا بولنے والے کی بات کی تائید یا تصدیق کے لیے "درست، ٹھیک، بجا، واقعی“ الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ کہتا ہے۔ حکم یا کہا کے ماننے کے لیے اچھا، بہت اچھا کہتے ہیں۔ ایسے الفاظ حروف جواب کہلاتے ہیں۔

(۳) حروف انبساط: حروف انبساط وہ حروف ہیں جو خوشی کے اظہار کے لیے زبان سے نکلیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا سہانا سماں ہے۔

آہاہا کیا خوب منظر ہے۔

اوہو ہو! کیا ہی اچھا جانور ہے۔

واہ واہ! لڑکے صاف ستھرے ہیں۔

اوپر کی مثالوں میں "سبحان اللہ!، اہاہا!، اوہو ہو!، واہ واہ!" ایسے کلمات ہیں جو زیادہ خوشی میں زبان پر آئے ہیں۔ خوشی کو انبساط کہتے ہیں اس لیے یہ حروف انبساط ہیں۔

(٤) حروف تعجب: حروف تعجب وہ حروف ہیں جو حیرانگی کے موقع پر بولے جائیں۔

آیے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

اللہ اللہ! کیا چاندنی ہے۔

افوہ! اتنا لمبا خط لکھا ہے۔

اللہ اکبر! کیسا ہی اچھا زمانہ تھا۔

اوہو! آج مدت کے بعد دیکھا۔

ان مثالوں میں "اللہ اللہ! افوہ!، اللہ اکبر! اوہو،" تعجب اور حیرانگی کے موقع پر بولے گئے ہیں۔ اس لئے ایسے کلمات کو تعجب کے کلمات کہتے ہیں۔ تعجب کے معنی حیران ہونا کے ہیں۔

(٥) حروف تاسف وندبہ: حروف تاسف وندبہ وہ حروف ہیں جو مصیبت، رنج اور افسوس کے موقع پر بولے جائیں۔

آیئے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

ہائے میرے مجید! تو کدھر ہے۔

افسوس! کہ پھر آنا نصیب نہ ہو گا۔

عمر بھر کا بھی پیمان وفا باندھا تو کیا*

عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری ہائے ہائے*

اوپر کی مثالوں میں ہائے افسوس! ہائے ہائے! ایسے حروف ہیں جو رنج اور دکھ کے موقع پر بولے گے ہیں۔ ان حروف کو حروف تاسف وندبہ کہتے ہیں۔ اور جس کا نام لے کر تاسف یا افسوس کرتے ہیں اسے مندوب کہتے ہیں۔

(٦) حروف تنبیہ: حروف تنبیہ وہ حروف ہیں جو دھمکانے یا کام کے نہ کرنے پر تاکید کرنے کے موقع پر بولے جائیں۔

آیے مثالوں میں دیکھتے ہیں۔

ہیں ہیں صدیق کیا ہو گیا۔

خبر دار! وہاں نہ جانا۔

ہوں کیا کرنے لگے ہو۔

اوپر کی مثالوں میں " ہیں ہیں، خبر دار، اور ہوں " دھمکانے اور خبر دار کرنے کے لیے بولے گئے ہیں۔ ایسے حروف حروف تنبیہ کہلاتے ہیں۔

(۷) حروف تحسین: ایسے حروف جو تعریف کے موقع پر بولے جائیں حروف تحسین کہلاتے ہیں۔

آیے مثال سے سمجھتے ہیں۔

شاباش! محنت کرتے جاؤ۔

مرحبا! تم اچھے لڑکے ہو۔

چشم بد دور! تم بڑے ہی بہادر ہو۔

جزاک اللہ! تم نے غریبوں کی مدد کی۔

اوپر کی مثالوں میں "شاباش، مرحبا، چشم بد دور، جزاک اللہ " ایسے حروف ہیں جو تعریف کے مقام پر بولے گئے ہیں۔ پس ایسے حروف جو تعریف کے مقام پر بولے جائیں حروف تحسین کہلاتے ہیں۔

(۸) حروف تمنا: حروف تمنا وہ حروف ہیں جو آرزو کے موقع پر بولے جائیں۔

آیئے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

کاش! مجید میرے پاس آتا۔

کاشکے تم میرے لیے ہوتے!۔

دیکھو اوپر کی مثالوں میں کاش، کاشکے، ایسے حروف ہیں جو آرزو اور تمنا کے موقع پر بولے گئے ہیں۔ ایسے حروف کو حروف تمنا کہتے ہیں۔

18- مرکب الفاظ

کلمات کے مجموعہ کو مرکب کہتے ہیں۔

مرکب کی دو قسمیں ہوتی ہیں

(۱) مرکب ناقص (۲) مرکب تام

(۱) مرکب ناقص: مرکب ناقص وہ مرکب ہے جس سے سننے والے کو پورا مطلب سمجھ میں نہ آئے۔

(۲) مرکب تام: مرکب تام یا جملہ وہ مرکب ہے جس کے سننے سے پورا مطلب سمجھ میں آجائے۔

آیئے ان دونوں کی مثالیں دیکھتے ہیں۔

مقبول کا گدھا۔ سات روپے۔ سرخ ٹوپی۔ اسلام آباد۔ الماری اور میز۔ ۱

مقبول کا گدھا تیز ہے۔ اس نے سات روپے لیے۔ سرخ ٹوپی خراب ہو گئی ہے۔ اسلام خان نے اسلام آباد بسایا ہے۔ ۲

نمبر ۱ ، ۲ کی مثالیں دو یا دو سے زیادہ کلمات سے بنی ہے۔ کلمات کے مجموعہ کو مرکب کہتے ہیں

ذرا غور سے دیکھئے نمبر ۱ کی مثالیں پورا مفہوم ظاہر نہیں کرتی ہیں بلکہ ان مثالوں کے ساتھ اور لفظ ملانے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے ایسے مرکب کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔

نمبر ۲ کی مثالیں پورا مطلب ظاہر کرتی ہیں۔ اس لیے ایسے مرکب مرکب تام کہلاتے ہیں۔ اس کو جملہ بھی کہتے ہیں۔

مرکب ناقص کی قسمیں۔

مرکب ناقص کی متعدد قسمیں ہیں۔

(۱) مرکب اضافی: مرکب اضافی وہ مرکب ہے جو مضاف اور مضاف الیہ سے مل کر بنے۔

آیے مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

رحیم کی ٹوپی۔ جاوید کا قلم۔ وجے کی کتاب۔ شیشے کی دوات۔

اوپر کی مثالوں میں ٹوپی کو رحیم کے ساتھ۔ قلم کو جاوید کے ساتھ۔ کتاب کو وجے کے ساتھ اور دوات کو شیشے کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے تعلق اور لگاؤ کو اضافت کہتے ہیں۔ اور جس اسم کا لگاؤ ہوتا ہے اسے مضاف اور جس کے ساتھ لگاؤ ہوتا ہے اس سے مضاف الہ کہتے ہیں۔

اوپر کی مثالوں میں ٹوپی، قلم، کتاب، دوات، مضاف ہیں اور رحیم، جاوید، وجے، شیشے، مضاف الیہ ہیں۔

(نوٹ) اردو میں اضافت کی علامتیں یہ ہیں: کا، کے، کی۔ اردو میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے اور مضاف پیچھے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ فارسی کے مرکب اضافی بھی اردو میں عام مستعمل ہیں ان میں مضاف پہلے ہوتا ہے اور مضاف الیہ پیچھے اور مضاف کے آخری حرف کے نیچے زیر ہوتی ہے۔ مثلاً۔ کتابِ موہن، کنارِ دریا وغیرہ۔

(۲)مرکب توصیفی: ایسے مرکب جو صفت اور موصوف سے مل کر بنے مرکب توصیفی کہلاتے ہیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

سفید پھول، بہادر لڑکا، نیک استاد، ٹیڑہی تلوار۔

اوپر کی مثالوں میں سفید، بہادر، نیک، ٹیڑہی۔ ایسے الفاظ ہیں جو صفت ہیں۔ اور پھول، لڑکا، استاد، تلوار، ان کے موصوف ہیں۔ ایسے الفاظ کے جوڑوں کو مرکب توصیفی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ صفت اور موصوف سے بنے ہیں۔

پس جو مرکب صفت اور موصوف سے مل کر بنے مرکب توصیفی کہلاتا ہے۔

(نوٹ) یاد رکھنا چاہیے کہ اردو میں صفت پہلے آتی ہے اور موصوف پیچھے مگر شعر میں یہ ترتیب بدل جاتی ہے۔ فارسی میں موصوف پہلے آتا ہے اور صرف بعد میں۔ جیسے:- مردِ نیک، جاہلِ مطلق، خدائے بزرگ۔

مرکب عددی: مرکب عددی وہ مرکب ہے جو عدد اور معدود سے مل کر بنے۔ یاد رکھنا چاہیے مرکب عددی میں عدد پہلے آتا ہے معدود پیچھے مگر نظم میں یہ ترتیب بدل بھی جاتی ہے۔(۳)اور

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

سو گھوڑے، چالیس سپاہی، بیس بندوقیں، 34 لڑکے، پانچواں لڑکا۔

اوپر کی مثالوں میں سو، چالیس، بیس، ۳٤، پانچواں۔ تو عدد ہیں اور گھوڑے، سپاہی، بندوقیں اور لڑکے معدود ہیں۔ پس ایسے مرکب مرکب مرکب عددی کہلاتے ہیں۔

(٤)مرکب امتزاجی: مرکب امتزاجی وہ اسم ہے جو دو یا دو سے زیادہ لفظ مل کر ایک اسم بن جائے۔

مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

غلام محمد، کرتار سنگھ، آغا اشرف علی، رام چندر، لال چوک، اشوک نگر۔

اوپر کی مثالوں میں ایسے مرکبات ہیں جو دو یا دو سے زیادہ اسموں سے مل کر بنے ہیں اور پھر سب مل کر ایک اسم بن گئے ہیں۔ دو یا دو سے زیادہ اسموں کو ملا کر ایک کرنے کو امتزاج کہتے ہیں۔

(۵) مرکب عطفی: ایسے مرکبات جو معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر بنے مرکب عطفی کہلاتے ہیں۔

مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

چاند اور ستارے، دریا اور غذا، گھوڑے اور گدھے، علی و دلی۔

اوپر کے مرکبات میں 'اور۔و' حروف عطف ہیں۔ اور یہ مرکبات معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر بنے ہیں اس لیے مرکب عطفی کہلاتے ہیں۔ مرکب عطفی میں جب ایک سے زیادہ اسم کو ملایا جائے تو 'اور' صرف آخری دو اسموں کے درمیان آتا ہے۔ جیسے: رشید، رحیم، موہن اور کمال یہاں آتے ہیں۔

(٦) مرکب حال و ذوالحال: حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی حالت تو ظاہر کرے۔ اور ذوالحال وہ فاعل یا مفعول ہے جس کی حالت ظاہر کی جائے۔

مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

فرید ہستا ہوا آیا، افلاق نے روتا ہوا آدمی دیکھا۔

اوپر کی مثال میں 'ہنستا ہوا' اسم حالیہ ہے اور فرید کی جو فاعل ہے حالت بیان کرتا ہے۔ دوسری مثال میں 'روتا ہوا' اسم حالیہ ہے اور آدمی کی جو مفعول ہے حالت کو بیان کرتا ہے۔ پس اسم حالیہ کو حال کہتے ہیں اور جس کی حالت کو بیان کرتا ہو خواہ وہ فاعل ہو یا مفعول اس سے ذوالحال کہتے ہیں۔

(۷)مرکب اشاری: مرکب اشاری وہ مرکب ہے جو اشارہ اور مشار الیہ سے مل کر بنے۔

مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

یہ لڑکا، وہ جانور، یہ کتاب، وہ پنسل، وہ قلم، یہ کرسی۔

اوپر کی مثالوں میں 'یہ' اور 'وہ' کلمات اشارہ ہیں۔ اور لڑکا، جانور، کتاب، غیرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کو مشار الیہ کہتے ہیں۔ اسلئے یہ ایسے مرکب ہیں جو اشارہ اور مشار الیہ سے بنے ہیں۔ بس مرکب اشاری وہ مرکب ہے جو اشارہ اور مشار الیہ سے مل کر بنے۔

(۸)مرکب تمیز و ممیز: ایسے لفظ جو شک دور کریں تمیز کہلاتے ہیں اور جس کی نسبت شک دور کریں اس سے ممیز کہتے ہیں۔

مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

ایک سیر گھی، چار من آٹا، تین بوتلیں عرق کی، نو گز لٹھا، گیارہ عدد قلمیں۔

اگر اوپر کی مثالوں میں صرف ایک سیر، چار من، تین بوتلیں، نو گز، گیارہ عدد کہا جاتا تو شک رہتا کہ کونسی چیز ایک سیر یا چار من یا نو گز اور گیارہ عدد ہے۔ جب اس کے ساتھ گھی، بوتلیں، آٹا، عرق، لٹھا اور قلمیں مل گے ہیں تو شک دور ہو گیا۔ پس ایسے لفظ جو شک دور کریں تمیز کہلاتے ہیں اور جس کی نسبت شک دور کریں اسے ممیز کہتے ہیں۔

نوٹ) یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ تمیز اور ممیز اور عدد معدود میں فرق یہ ہے کہ تمیز اور ممیز میں وزن یا پیمانے یا گز یا فٹ یا عدد کا) لفظ آتا ہے۔ عدد معدود میں یہ لفظ نہیں آتے۔

(۹) مرکب تابع مہمل و متبوع: آیسے مہمل لفظ جو اسم کے بعد آئیں تابع مہمل کہلاتے ہیں اور جس لفظ کے بعد آئیں اسے متبوع کہتے ہیں۔

مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

رشید اور مومن پانی وانی پئیں گے۔ دھوم دھام سے یوم اقبال منایا گیا۔ ادھر اتنی بھیڑ بھاڑ کیا ہے؟

اوپر کی مثالوں میں پانی وانی، دھوم دھام، بھیڑ بھاڑ۔ ایسے مرکب ہیں کہ ان میں ایک با معنی لفظ کے ساتھ مہمل لفظ ہے۔ ایسے مہمل لفظ جو اسم کے بعد آئیں تابع مہمل کہلاتے ہیں اور جس لفظ کے بعد آئیں اسے متبوع کہتے ہیں۔

(۱۰) مرکب تابع موضوع متبوع: ایسے لفظ جو با معنی ہو لیکن زائد ہوں۔ انہیں تابع موضوع کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو متبوع کہتے ہیں۔

مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

اب کیا فائدہ رونا دھونا فضول ہے، مجید کی چال ڈھال نرالی ہے، مار پیٹ اچھی نہیں۔

اوپر کی مثالوں میں رونا دھونا، چال ڈھال، مار پیٹ۔ ایسے مرکب ہیں کہ ان میں ایک با معنی لفظ کے بعد محاورے کے مطابق دوسرا با معنی لفظ بھی ہے گو یہاں اس کا استعمال زائد ہے۔ ایسے لفظ جو با معنی ہو لیکن زائد ہوں۔ انہیں تابع موضوع کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو متبوع کہتے ہیں۔ دھونا، ڈھال اور پیٹ تابع موضوع اور رونا، چال اور مار متبوع ہیں۔

(۱۱) مرکب بدل و مبدل منہ

اسے مثالوں کے ساتھ سمجھتے ہیں۔

ہمارا بھائی قدیر مدرسہ گیا ہے۔ آج اس کا نوکر فضل گم ہو گیا۔

دیکھو پہلے فقرے میں "ہمارا بھائی قدیر" سے ایک ہی شخص مراد ہے۔ اسی طرح دوسرے فقرے میں "اس کا نوکر فضل" سے ایک ہی شخص مراد ہے۔ اگر ہم کہیں "ہمارا بھائی مدرسہ گیا" یا "قدیر مدرسہ گیا" تو دونوں سے ایک ہی مطلب ہوتا ہے مگر اصل مقصد تو "ہمارا

بھائی" اور "اس کا نوکر" ہے۔ قدیر اور فضل صرف وضاحت کے لئے ہیں۔ پس جو اسم اصل مقصود ہو تو اسے بدل کہتے ہیں اور دوسرے کو بدل منہ کہتے ہیں جو وضاحت کے لئے آتا ہے۔۔

(۱۲)مرکب عطف بیان و مبین

اسے مثالوں میں سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال ہندوستان کے اعلی پائے کے شاعروں میں سے ہیں۔ بہادر شاہ ظفر شاہان مغلیہ میں سے تھے۔

اوپر کی مثالوں میں سر محمد اقبال اور اقبال دونوں ایک ہی شاعر کے نام ہیں۔

اسی طرح بہادر شاہ اور ظفر دونوں ایک ہی بادشاہ کے نام ہیں۔

ان دونوں ناموں میں سے دوسرا نام پہلے نام کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔ دوسرے نام کے لانے سے پہلے نام کی اچھی طرح تشریح ہو گئی ہے۔ اس قسم کے دوسرے نام کو عطف بیان اور پہلے نام کو جس کی وضاحت ہوتی ہے مبین کہتے ہیں۔

(۱۳)مرکب تاکید و مؤکد!: تاکید کے الفاظ کو مرکب تاکید کہتے ہیں اور جس اسم کی تاکید کریں اسے مؤکد کہتے ہیں۔

آیے مثالوں کو دیکھتے ہیں۔

سب کے سب آدمی آگے۔ یہ مسئلہ سراسر غلط ہے۔ فاروق اور فرہاد دونوں سونا مرگ گئے ہیں۔ یہاں خطرہ ہے خطرہ۔

اوپر کی مثالوں میں "سب کے سب، سراسر، دونوں، خطرہ" ایسے الفاظ ہیں جو تاکید کے لیے آئے ہیں اور انہوں نے بالترتیب آدمی، مسلہ، فاروق اور فرہاد اور خطرہ کی تاکید کی ہے۔

پس تاکید کے الفاظ کو مرکب تاکید کہتے ہیں اور جس اسم کی تاکید کریں اسے مؤکد کہتے ہیں۔

(۱٤)مرکب مستثنے و مستثنے منہ:- یہ وہ مرکب ہے جو مستثنہ اور مستثنٰی منہ سے مل کر بنے۔

جیسے: سب رشید کے سوا آئے ہیں۔ اس میں 'رشید کے سوا' مرکز مستثنیٰ اور 'سب' مستثنیٰ منہ ہے۔

(۱۵) مرکب جار مجرور:- وہ مرکب ہے جو حرف جار اور مجرور سے مل کر بنے۔

مثلاً:- کاغذ میز پر رکھ دو۔ اس میں 'میز پر' مرکب جار مجرور ہے 'پر' حرف جار ہے اور 'میز' مجرور ہے۔

19۔ جملہ کی تعریف اور اس کی اقسام

جملہ:-الفاظ کے ایسے مسلسل مجموعے کو جملہ کہتے ہیں جس سے سننے والا بات کو پوری طرح سمجھ لے اور اس کا مفہوم حاصل کر لے چاہے بات تقریر میں ہو یا تحریر میں۔ جملے کے دو اصل عنصر ہوتے ہیں۔

۱۔ مبتدا:-جب کسی شخص یا چیز کا ذکر کیا جائے تو اسے مبتدا کہتے ہیں۔

۲۔ خبر:-جو کچھ بھی مبتدا کے بارے میں کہا جائے اسے خبر کہتے ہیں۔

جملے کے دو بڑے جزو۔

۱۔مسند الیہ: مسند الیہ جملہ کا وہ جزو ہے کہ جس کی نسبت کچھ کہا جائے۔

۲۔ مسند:-مسند جملے کا وہ جزو ہے جس میں کسی شخص یا چیز کی بابت کچھ کہا جائے۔

آیئے مسند د اور مسند االیہ کو مثالوں سے سمجھتے ہیں۔

چیزیں دکانوں پر سجی ہوئی ہیں۔

رات گزر گئی۔

دن چڑھ آیا۔

چور بھاگ گیا۔

ہوا چل رہی ہے۔

دیکھو اوپر کے جملوں کے دو بڑے بڑے جز ہیں۔

چیزیں. دکانوں پر سجی ہوئی ہیں

رات گزر گئی

دن چڑھ آیا

چور بھاگ گیا

ہوا چل چلی ہے۔

پہلا جزو مثلاً:- چیزیں، رات، دن، چور، اور ہوا ایسی چیزیں ہیں کہ جن کی بابت کچھ کہا گیا ہے ایسے جزو کو مسند الیہ کہتے ہیں

نمبر ۲ کے جزو مثلاً:- دکانوں پر سجی ہوئی ہیں، گزر گئی، چھڑ آیا، بھاگ گیا اور چل رہی ہے ایسے الفاظ ہیں جن میں مسند الیہ کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے ایسے جزو کو مسند کہتے ہیں۔

(الف) ترکیب یا صورت کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد جملہ: مفرد جملہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس میں صرف ایک مسند الیہ ہو اور ایک مسند ہو۔

مثلاً:- احمد لکھا ہے، خواجہ کھاتا ہے وغیرہ۔

(۲) مرکب جملہ: مرکب جملہ اس جملہ کو کہتے ہیں جس میں دو یا دو سے زیادہ مفرد جملے ملکر ایک مفہوم یا خیال کو ظاہر کریں۔

مثلاً:- ساجد اگر نہیں گیا تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔

مرکب جملہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مرکب مطلق:- اس مرکب جملہ کو کہتے ہیں جس میں ہر مفرد جملہ جداگانہ برابر کی حیثیت رکھتا ہے اور معنی کے لحاظ سے دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا۔

مثلاً:- احمد آیا۔ اور شیر چلا گیا۔

(۲) مرکب ملتف:- اس مرکب جملے کو کہتے ہیں جس میں ایک جملہ اصل ہوتا ہے اور باقی جملے اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جب تک ذیلی جملہ اصلی جملے سے ملا کر استعمال نہیں ہوتا اس وقت تک پورا مطلب بیان نہیں ہو سکتا۔

مثلاً:وہ کتاب جو گم ہو گئی تھی، مل گئی ہے۔اس میں "وہ کتاب مل گئی" اصل جملہ ہے اور "جو گم ہو گئی تھی" ذیلی جملہ ہے۔ معنی اور مطلب کے لیے دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

(ب) معنی کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جملہ خبریہ:-اس جملہ کو کہتے ہیں جس سے کسی واقعہ کی خالت کی خبر ملے۔

مثلاً:-عادل آ گیا۔

فرید چلا گیا۔

خواجہ چالاک ہے۔وغیرہ۔

(۲) جملہ انشائیہ: اس جملے کو کہتے ہیں جو کسی حکم یا استفہام یا انبساط یا تعجب یا تنبیہ اور دعا وغیرہ جیسے جذبات کو ظاہر کرے۔

مثلاً:-کاش!وہ آ گے آتا۔

یہ کام کرنا اچھا نہیں۔

ماشااللہ !کیا خوب بات کہی ہے۔وغیرہ۔

(ج) مسند کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

جملہ اسمیہ:-اس جملے کو کہتے ہیں جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں موجود ہوں۔ مثلا:-رام ذہین لڑکا ہے۔اس میں رام (مسند الیہ) اور ذہین لڑکا (مسند) ہے۔جملہ اسمیہ کے مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہیں۔

جملہ اسمیہ کے مندرجہ ذیل ارکان ہوتے ہیں۔

۱۔ مبتدا:-اس اسم کو کہتے ہیں جس کی طرف کوئی اسم یا فعل منسوب ہوتا ہے۔

۲۔ خبر:-اسے کہتے ہیں جو مبتدا کی طرف منسوب ہو۔

۳۔ فعل ناقص:-وہ فعل ہے جس سے بات پوری نہ ہو۔

٤۔ مسند اور مسند الیہ کی توسیع یا متعلقات خبر و مبتدا۔

مثلاً:-چاند روشن ہے۔اس جملے میں چاند (مبتدا) روشن (خبر) اور ہے (فعل ناقص) ہے۔

موہن گھر میں نہ تھا۔اس جملے میں موہن (مبتدا) ہے، نہ تھا (فعل ناقص) ہے، اور گھر میں (متعلق خبر) ہے۔

جملہ اسمیہ کی پہچان کیسے کریں۔

۱۔ اگر فعل ناقص ہے تو جملہ اسمیہ ہوگا۔ اگر فعل تام ہے تو جملہ فعلیہ ہوگا۔

۲۔ جملہ اسمیہ میں دو اسم ہوتے ہیں۔ دونوں اسموں میں ایک اسم معرفہ اور دوسرا اسم نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر کہتے ہیں۔

۳۔ اگر ایک اسم ذات ہوں اور ایک اسم صفت ہو تو اس ذات کو مبتدا اور صفت کو خبر کہتے ہیں۔

٤۔ اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو پہلے کو مبتدا اور دوسرے کو خبر کہتے ہیں۔

٥۔ اگر دونوں اسم نکرہ ہوں تو جو زیادہ خاص ہو وہ مبتدا اور دوسرے کو خبر کہتے ہیں۔

٦۔ مبتدا عام طور پر پہلے آتا ہے اور خبر بعد میں۔

۷۔ بعض اوقات مبتدا یا خبر یا فعل ناقص حذف ہو جاتا ہے۔

۸۔ خبر کبھی مفرد ہوتی ہے اور کبھی مرکب ہوتی ہے۔

۹۔ بعض اوقات مبتدا کی کئی خبریں ہوتی ہیں۔

۱۰۔ بعض اوقات مبتدا مفرد ہوتا ہے اور کبھی مرکب ہوتا ہے۔

۱۱۔ بعض اوقات مبتدا اور خبر دونوں محذوف ہوتے ہیں۔

(۲) جملہ فعلیہ:-اس جملہ کو کہتے ہیں جس میں مسند الیہ اسم یا فاعل، اور مسند فعل ہو۔ مثلاً:-احمد نے کھانا کھایا۔ اس میں احمد (فاعل یا اسم) کھانا (مفعول) اور کھایا (فعل) ہے۔

جملہ فعلیہ کے مندرجہ ذیل ارکان ہیں۔

۱۔ فاعل:-وہ اسم جس کی ذات پر فعل واقع ہو

۲۔ مفعول:-وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔

۳۔ فعل:-وہ کام جو فاعل سے صادر ہو۔

٤۔ فعل تام:-وہ فعل جس سے جملے کی تکمیل ہو۔

٥۔ مفعول اور فعل کی توسیع یا مطلقات فعل۔

آپ یہ جانتے ہیں کہ جس کے بارے میں ذکر کیا جائے اسے مسند الیہ اور جو کچھ ذکر کیا جائے اسے مسند کہتے ہیں۔

افعال تام کے مسند الیہ کو فاعل اور مسند کو مفعول کہتے ہیں۔

افعال ناقص کے مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ کی پہچان کیسے کریں۔

۱۔ سب سے پہلے فعل پر نظر کیجیے اگر فعل تام ہے تو جملہ فعلیہ ہو گا

۲۔ اگر جملہ میں فعل لازم ہو گا تو جملہ فاعل پر ختم ہوتا ہے

۳۔ اگر فعل متعدی ہو تو مفعول ضرور آتا ہے۔

٤۔ بعض اوقات متعدی افعال کے دو مفعول ہوتے ہیں پہلے کو مفعول بہ اور دوسرے کو مفعول ثانی کہتے ہیں۔

۵۔ جملہ فعلیہ میں اجزا کی ترتیب یوں ہوتی ہے فاعل، مفعول، متعلق فعل، مگر متعلق فعل کبھی مفعول سے پہلے آتا ہے اور کبھی بعد میں۔

٦۔ فعل جب فقروں کے شروع میں آئے تو زور ظاہر ہوتا ہے۔

٧۔ کلام میں زور پیدا کرنے کی غرض سے کبھی مفعول پہلے بھی آسکتا ہے۔

٨۔ بعض اوقات جملے میں فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

٩۔ بعض اوقات جملے میں فاعل اور مفعول دونوں حذف کر دیے جاتے ہیں۔

١٠۔ کبھی جملہ میں فعل اور فاعل دانوں حذف ہوتے ہیں۔

١١۔ فعل مجہول میں فاعل نہیں آتا، بلکہ ہمیشہ مفعول آتا ہے۔

١٢۔ ترکیب نحوی کے لحاظ سے جملہ فعلیہ میں سب سے پہلے فعل، پھر فاعل پھر مفعول اور آخر میں متعلقات فعل لکھے جاتے ہیں۔

20-ترکیب نحوی کی تعریف اور اس کی اقسام

ترکیب نحوی:۔کسی جملہ کے اجزاء اور الفاظ کو الگ الگ کر کے ان کے آپسی رشتہ کو ظاہر کیا جائے تو اسے ترکیب نحوی کہتے ہیں۔ترکیب نحوی میں جملے کے مختلف اجزاء اور الفاظ کے باہم تعلقات سے بحث ہوتی ہے۔اور اس کا موضوع کلام ہوتا ہے۔

اسمیہ جملہ میں مبتدا، خبر، متعلقات خبر اور فعل ناقص ہوتا ہے۔فعلیہ جملوں میں فاعل، مفعول، فعل اور متعلقات فعل ہوتے ہیں۔

ترکیب نحوی کرتے وقت چند اہم باتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

١۔ جس جملہ کی ترکیب نحوی کرنی درکار ہے پہلے اس کا مطلب اور معنی اسی طرح سے ذہن نشین کرنا چاہیے۔ کیونکہ جملے کے مطلب اور معنی کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

٢۔ جب کسی شعر یا مصرع کی ترکیب نحوی کرنی ہو تو پہلے اس شعر کی نثر بنا لیجیے۔

٣۔ فعل کے لحاظ سے یہ معلوم کیجئے کہ جملہ اسمیہ ہے یا جملہ فعلیہ ہے۔

٤۔ اگر کوئی لفظ کلام سے حذف کیا ہوا ہو تو اسے پورا کر لیجئے۔

٥۔ جملے کی ترتیب کو اس طریقے سے لکھئے کہ دیکھنے یا پڑھنے والے پر مطلب پوری طرح واضح ہو جائے۔

٦۔ جملہ اسمیہ میں سب سے پہلے فعل ناقص، پھر مبتدا پھر خبر اور آخر میں مطلقات معلوم کر کے لکھیے۔

٧۔ جملہ فعلیہ میں سب سے پہلے فعل تام، پھر فاعل، پھر مفعول اور آخر میں متعلقات فعل معلوم کر کے لکھیے۔

٨۔ جملہ اسمیہ اور فعلیہ کے اجزا معلوم کرنے کا پہلا بیان کیا ہوا طریقہ استعمال کیجئے۔

مثال نمبر 1

احمد چالاک ہے

ہے. فعل ناقص

احمد مبتدا

چالاک خبر

فعل ناقص، مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

مثال نمبر 2

کریم غریب کا مارا ہوا ہے۔

ہوا ہے فعل ناقص

کریم مبتدا

غریب کا مارا خبر

یہ بھی جملہ اسمیہ ہوا۔

مثال نمبر 3

تم بڑے ظالم نکلے۔

نکلے فعل ناقص

تم ضمیر ہو کر مبتدا

بڑے ظالم خبر

یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مثال نمبر 4

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدا ور پیدا۔

نثر–دیدہ ور بڑی مشکل سے چمن میں پیدا ہوتا ہے۔

ہوتا ہے فعل ناقص

دیدہ ور مبتدا

پیدا خبر

سے جار

بڑی مشکل مجرور

میں حرف اضافت

چمن مضاف الیہ

یہ بھی جملہ اسمیہ ہوا۔

مثال نمبر 5

کریم دوڑا

دوڑا فعل تام

کریم فاعل

جملہ فعلیہ ہوا۔

مثال نمبر 6

احمد نے کتے کو مارا

مارا فعل تام

احمد فاعل

نے علامت فاعل

کتے مفعول

کو سلامت مفعول

یہ بھی جملہ ہوا۔

مثال نمبر7

ارشد نے بازار سے ایک سائیکل خریدی۔

خریدی فعل تام

ارشد فاعل

نے علامت فاعل

ایک عدد سائیکل معدود

سے حرف جار

بازار مجرور

یہ جملہ فعلیہ ہے۔